بسرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بر نظرِ عنایت حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

بہ ظلِ عاطفت حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علیپوری

# ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

جلد ۶ بابت ماہ مارچ ۱۹۷۲ء شمارہ ۴

مدیر مسئول: غلام رسول گوہر جماعتی
مدیر معاون: مولانا محمد عبد العزیز صاحب نقشبندی مرتضائی

## ترتیب



**بدل اشتراک**
سالانہ ۵ روپے
معاونین سے ۱۰ روپے
سرپرست حضرات سے ۲۰ روپے

**سرخ نشان**

اگر آپ کے اس رسالہ میں اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکو اس رسالہ کے وصول ہونے کے بعد آئندہ سال کے لئے پانچ روپے فوراً ارسال کر دینے چاہئیں۔ گوہر

محمود حسن پرنٹر نے لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور سے چھپوایا۔ غلام رسول گوہر نے کوٹ عثمان خان قصور سے شائع کیا۔

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمدود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 1960 October | 21 | 1972 May | 41 | 1971 Janu Feb |
| 2 | 1961 July | 22 | 1972 December | 42 | 1973 Agust |
| 3 | 1961 December | 23 | 1973 March | 43 | 1973 Aril |
| 4 | 1962 Feb | 24 | 1973 March | 44 | 1974 Agust September |
| 5 | 1962 May | 25 | 1973 December | 45 | 1975 December |
| 6 | 1962 October | 26 | 1975 March | 46 | 1976 March April |
| 7 | 1963 January | 27 | 1978 Feb | 47 | 1979 June july |
| 8 | 1963 June | 28 | 1980 July | 48 | 1980 Dec 1981 Janu |
| 9 | 1963 September | 29 | 1981 July | 49 | 1980 October NOvember |
| 10 | 1964 Feb | 30 | 1982 Feb | 50 | 1981 Jantaree |
| 11 | 1964 March | 31 | 1982 July | 51 | 1982 1983 Dec Jan |
| 12 | 1965 January | 32 | 1984 April | 52 | 1982 March April |
| 13 | 1965 May | 33 | 1959 Agust Rizwan | 53 | 1982 May June |
| 14 | 1965 July | 34 | 1965 March Hanfi | 54 | 1983 Feb March |
| 15 | 1966 June | 35 | 1967 April May | 55 | 1983 May June |
| 16 | 1969 Feb | 36 | 1968 October November | 56 | 1983 Nov Decemb |
| 17 | 1969 December | 37 | 1969 agust | 57 | 1984 Jan Feb |
| 18 | 1970 December | 38 | 1969 March April | 58 | 1984 October Jantare |
| 19 | 1971 Feb | 39 | 1970 May June | 59 | Aaena Khalq e Muhamadi |
| 20 | 1971 November | 40 | 1971 Agust | 60 | Majmua Hazar Masla |

# اگر حضرت کے قدموں پر مرا سر ہو تو کیا کہنا

اگر سوتے میں صلی اللہ لب پر ہو تو کیا کہنا
مرا دل یادِ حضرت سے منور ہو تو کیا کہنا

مرے سرکار یہ بندہ سگِ در ہو تو کیا کہنا
گلے میں طوقِ چرمِ نعلِ اطہر ہو تو کیا کہنا

مرے مولا شفاعت کے لیے محشر میں جب آئیں
مرے لب پر صدا اللہ اکبر ہو تو کیا کہنا

کبھی ہجرِ نبی میں یاالٰہی میں اگر روؤں !
مرا ہر ایک آنسو لعل و گوہر ہو تو کیا کہنا

زیارت خواب میں ہو جائے حضرت کی مجھے یارب
اگر حضرت کے قدموں پر مرا سر ہو تو کیا کہنا

مدینے جاؤں پھر آؤں، دوبارہ جا کے مر جاؤں
مرے مولا اگر ایسا مقدر ہو تو کیا کہنا

میں جس دم دفن ہو جاؤں تو حاصل مجھکو حضرت کا
لحد میں جلوہ روئے منور ہو تو کیا کہنا

سناؤں دردؔ میں یہ نعت سرکارِ دو عالم کو
مقدر سے یہ منظر روزِ محشر ہو تو کیا کہنا

دردی کاکوروی

# انوار القرآن

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝

اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد عربی) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک ہو تو اسی طرح کی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔ اور خدا کے سوا جو تمہارے مددگار ہوں ان کو بھی بلا لو اگر تم سچے ہو۔ لیکن اگر (ایسا) نہ کر سکو اور ہرگز نہیں کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور (جو) کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

**تفسیر:**۔ اس آیت میں کفار مکہ کے ساتھ جو قرآن کو اللہ کی کتاب ماننے سے انکار کرتے تھے معارضہ کیا گیا ہے۔ اور حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت و رسالت کا اثبات فرمایا گیا ہے۔ تفسیر خازن میں ہے کہ بندے سے مراد حضور نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ یعنی جو کتاب ہم نے اپنے برگزیدہ بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہے اگر تم کو اس کے من جانب اللہ ہونے میں شک ہے تو تم قرآن کی ایک سورۃ جیسی سورۃ بنا کر لاؤ۔ اور اس کام کو اس کے انجام تک پہنچانے کے لیے اپنے مددگاروں یا خداؤں کو بھی جن کی تم پرستش کرتے ہو بلا لو۔ اس لئے کہ جو کام انسان کرتا ہے وہ دوسرے انسانوں کے لئے بھی ممکن ہوتا ہے یعنی اس کی مثال یا نظیر بنانے پر ان کو قدرت ہوتی ہے۔ اگر قرآن اللہ کی کتاب نہیں جیسا کہ تمہارا زعم اور گمان ہے اور تم کہتے ہو اس کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود تصنیف کیا۔ حالانکہ آپ امی ہیں۔ یا آپ نے کسی پڑھے لکھے آدمی سے تصنیف کروا لی ہے تو اس جیسی ساری کتاب کا بنا لینا تمہارے واسطے کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ فصاحت و بلاغت اور اس کے اصول و قواعد اور کلام کے جملہ اسالیب پر تمہیں قابو اور قدرت حاصل ہے۔ اور اگر یہ قرآن اللہ ہی کی کتاب ہے جیسا کہ ہمارا رسول فرماتا ہے۔ تو پھر ساری کتاب

کرنا تو کہیں رہ گیا اتم اس جیسی ایک سورۃ بھی بنا کر نہیں لا سکتے اگرچہ تم
اپنے معبودوں کو بھی اس مہم کو سر کرنے کے لئے بلا لو۔ چونکہ قرآن اللہ
تعالیٰ کی کتاب ہے اور حق ہے اور تا قیامت حضور نبی اکرم علیہ وسلم
کا معجزہ ہے اس لیے کفار کو اس سے عاجز کرنے کیلئے
فرمایا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ پس تم لاؤ ایک سورۃ اس
جیسی۔ مثلہ میں ضمیر کا مرجع اگر قرآن ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ
ایسی ایک سورت بنا کر لاؤ۔ جو قرآن جیسی ہو فصاحت و
بلاغت اور حسن نظم میں۔ اور اگر مرجع حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ ایسے شخص سے ایک سورت
بنوا کر لاؤ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امی
ہو۔ لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ آیت میں ضمیر کے مرجع کے متعلق
دونوں احتمالات موجود ہیں لیکن ضمیر کا قرآن کی طرف رد کرنا بہت
بہتر ہے۔ وردّ الضمیر الی القرآن اوجہ و اولی ویدل علیہ
ان ذالک مطابق لسائر الآیات الواردۃ فی التحدی
و انما وقع الکلام فی المنزل (خازن) اور پھیرنا ضمیر کا
قرآن کی طرف بہت عمدہ اور بہتر ہے اور یہ بات تمام ان آیات
کے مطابق بھی ہے جو تحدی کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں اور کلام
بھی تو قرآن ہی میں ہو رہی ہے۔ مدارک میں ہے: و ردّ الضمیر
الی المنزل اولی لقولہ تعالیٰ فاتوا بسورۃ من
مثلہ فاتوا بعشر سور مثلہ علی ان یاتوا بمثل ھٰذا
القرآن لا یاتون بمثلہ ولان الکلام علی رد الضمیر
الی المنزل احسن ترتیباً و ذالک ان الحدیث فی
المنزل لا فی المنزل علیہ: اور پھیرنا ضمیر کا کتاب کی طرف
جو اتاری گئی ہے بہت بہتر ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول
پس تم لاؤ سورت اس جیسی۔ پس تم لاؤ دس سورتیں اس جیسی
وہ اس پر قادر نہیں ہیں کہ اس قرآن کی مثل کو لائیں۔ وہ اس کی
مثل کو نہیں لا سکیں گے۔ دلالت کرتا ہے کہ ضمیر کا مرجع قرآن ہے

اس لیے کہ بات اتاری ہوئی کتاب یعنی قرآن میں ہو رہی ہے
۔ وحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جن پر قرآن
اتارا گیا ہے۔

جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معارضہ
کی آیات کفار مکہ کو پڑھ کر سنائیں اور ان کو چیلنج کیا کہ تم اگر دس
سورتیں بنا کر نہیں لا سکتے تو چلو قرآن جیسی فصاحت و بلاغت میں
ایک سورۃ ہی بنا کر لے آؤ۔ مگر وہ قرآن کا مقابلہ کرنے سے عاجز
آگئے اور قیامت کے دن تک بھی کوئی قوت قرآن کا مقابلہ
نہیں کر سکے گی۔ چنانچہ فرمایا وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ: اور اگر تم اپنے دعوی میں سچے
ہو تو اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلا لو۔ اور کوشش
کرو کہ ایک سورت بنا لاؤ۔ مگر سب خاموش ہو گئے۔ اور
وہ سورت بنا کر نہ لا سکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا
وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝

پس اگر تم نے مقابلہ نہ کیا اور یہ تمہارے بس کا روگ
بھی نہیں ہے تو یاد رکھو آئندہ بھی قیامت کے دن تک تم
سے اس کا مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ اور جب یہ حقیقت تم پر واضح
ہو گئی کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اور کبھی بھی نہیں ہو سکتا تو
ثابت ہوا کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اور جس پر یہ اترا ہے
وہ اللہ کا رسول ہے۔ پھر تم نار سے جس کا ایندھن لوگ
اور پتھر ہیں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا
کر ڈرو۔ یعنی اس سے نجات حاصل کرو۔ اس لئے کہ وہ کافروں
کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس میں وہی لوگ جائیں گے جو ایمان
لانے سے انکار کرتے ہیں۔

---

# خصائص مصطفیٰ ﷺ

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے سے ایسا دیکھتے جیسا سامنے سے دیکھتے اور رات کو اندھیرے میں ایسا دیکھتے جیسا کو دن کے وقت روشنی میں دیکھتے۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن (منہ) مبارک کا لعاب آب شور کو شیریں بنا دیتا تھا۔ اور شیر خوار بچوں کے لیے دودھ کا کام دیتا تھا۔

(۳) جب آپ کسی پتھر پہ چلتے تو اس پر آپ کے پاؤں مبارک کا نشان ہو جاتا۔ چنانچہ مقام ابراہیم میں ہے اور سنگ مکہ میں آپ کی کہنیوں کا نشان مبارک مشہور ہے۔

(۴) آپ کی بغل شریف پاک و صاف اور خوشبودار تھی، اس میں کسی قسم کی بوئے ناخوش نہ تھی۔

(۵) آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک پہنچتی کہ کسی دوسرے شخص کی نہیں پہنچتی تھی۔ چنانچہ جب آپ خطبہ دیا کرتے تھے تو نوجوان لڑکیاں اپنے گھروں میں سن لیا کرتی تھیں۔ (۶) آپ کی قوت سامع سب سے بڑھ کر تھی یہاں تک کہ اکثر اژدحام (بھیڑ) ملائک کے سبب سے آسمان میں جو آواز پیدا ہوتی آپ وہ بھی سن لیتے۔ (۷) خواب میں آپ کی آنکھ مبارک سو جاتی مگر دل مبارک بیدار رہتا۔ بعض کہتے ہیں کہ دیگر انبیائے کرام کا بھی یہی حال تھا۔

(۸) آپ نے کبھی جمائی اور انگڑائی نہیں لی اور نہ کبھی آپ کو احتلام ہوا۔ دیگر انبیائے کرام بھی اس میں مشترک ہیں۔

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (۱۰) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد مائل بہ درازی تھے مگر جب دوسرے کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند نظر آتے تاکہ باطن کی طرح ظاہر و صورت میں بھی کوئی آپ سے بڑا معلوم نہ ہو۔ (۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا[۱] کیونکہ آپ خود ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (۱۲) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون اور تمام فضلات پاک تھے بلکہ آپ کے بول شریف کا پینا شفا تھا۔ (رد المحتار، عینی شرح بخاری۔ شفا قاضی عیاض، مواہب اللدنیہ۔ زرقانی و مدارج النبوۃ کشف الغمہ وغیرہ)

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے براز کو زمین نگل جایا کرتی تھی اور وہاں سے کستوری کی خوشبو آیا کرتی تھی۔

(۱۴) آپ جس گنجے کے سر پہ اپنا دست شفا پھیرتے اسی وقت بال اگ آتے اور جس درخت کو لگاتے وہ اسی سال پھل دیتا۔ (۱۵) آپ جس کے سر پہ اپنا دست مبارک رکھتے آپ کے دست مبارک کی جگہ کے بال سیاہ ہی رہا کرتے، کبھی سفید نہ ہوتے۔ (۱۶) آپ رات کے وقت دولت خانے میں تبسم فرماتے تو گھر روشن ہو جاتا۔

(۱۷) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے خوشبو آتی تھی جس راستے سے آپ گذرتے اس میں بوئے خوش رہتی جس سے پتہ چلتا کہ آپ یہاں سے گذرے ہیں۔

(۱۸) جس چوپائے پر آپ سوار ہوتے وہ بول و براز نہ کرتا جب تک سوار رہتے (۱۹) بعض غزوات میں فرشتے آپ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے لڑے مثلاً بدر و حنین وغیرہ معرکوں میں (۲۰) قرآن کریم اور دیگر کتب الہامیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوائے آپ کے کسی اور پیغمبر پہ درود وارد نہیں ہوا۔

(۲۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شئے کا علم دیا یہاں تک کہ روح اور ان امور خمسہ کا علم بھی عنایت فرمایا جو سورہ لقمان

---

[۱] تفصیل کے لیے برہان الجلی پڑھو۔ ۱۲ منہ

[۲] ابریز مصری فی مناقب شیخ عبد العزیز۔ ۱۲ منہ

کے اخیر میں مذکور ہیں۔ (۱) قیامت کب ہوگی (۲) مینہ کب ہوگا (۳) ماؤں کے پیٹ میں کیا ہے۔ (۴) کوئی کس زمین میں مرے گا اور کل کیا ہوگا (کشف الغمہ ج ۲ صـ ۳۶ کلمۃ العلیا وغیرہ)

(۲۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سارے انس و جن و ملک کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔ (۲۳) چاند کا دو ٹکڑے ہونا شجر و حجر (درخت و پتھر) کا سلام کرنا اور رسالت کی شہادت دینا ستون حنانہ کا رونا اور آپ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح پانی کا جاری ہونا یہ سب معجزات آپ کو عطا ہوئے۔

(۲۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔ (مگر ثلثون دجالون کذابون تیس دجال جھوٹے مرزا قادیانی وغیرہ کی طرح)

(۲۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کنایہ سے خطاب دیا اور فرمایا مثلاً یَاۤ اَیُّھَا النَّبِیُّ ۔ یَاۤ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بخلاف دیگر انبیاء کے انہیں ان کے نام سے خطاب دیا گیا مثلاً یَاۤ اٰدَمُ ۔ یَا مُوْسٰی ۔ یَا عِیْسٰی ۔ (علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام) (۲۶) جہاں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تصریح فرمائی وہاں ساتھ ہی رسالت یا کوئی وصف مذکور فرمایا مثلاً مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط (چار جگہ اسم پاک محمد جو محمود خدا کے نام سے مشتق ہے اور ایک جگہ احمد قرآن کریم میں وارد ہے)

(۲۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ خطاب کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا یعنی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ

ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے حالانکہ دیگر امتیں اپنے اپنے نبیوں کو نام کے ساتھ خطاب کیا کرتی تھیں

(۲۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں طاعت و معصیت، فرائض و احکام اور وعدہ وعید کا ذکر کرتے وقت تقریباً (۳۲ جگہ) اپنے نام کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۔ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ۔ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ ۔ وغیرہ (دلائل النبوۃ میں ستر جگہ بتایا گیا ہے۔) (۲۹) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا ہے چنانچہ اذان اور خطبے اور تشہد میں اللہ عز وجل کے ساتھ آپ کا ذکر ہے۔ (یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ)

(۳۰) جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پہلے نبیوں کو ان کے مانگنے کے بعد عطا فرمایا وہ آپ کو بن مانگے عنایت فرمایا۔

(۳۱) اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی اور آپ کے شہر کی اور آپ کے زمانے کی قسم کھائی ہے۔ دیکھو۔ "لَعَمْرُکَ" آپ کی عمر کی قسم، لَاۤ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ (آپ کے شہر کی قسم) وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ الخ آپ کے زمانہ مبارک کی قسم۔

(۳۲) قبر میں میت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سوال ہوتا ہے۔

(۳۳) نمازی تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں خطاب کرتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ آپ پر سلام اے غیب کی خبریں بتانے والے۔ اور آپ کے سوا کسی اور مخلوق کو اس طرح خطاب نہیں کرتا۔ شب معراج[1] میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی الفاظ سے

(۱ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطاب کیا تھا۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیئے کہ تشہد میں شب معراج کے واقعہ کی اخبار و حکایت کا ارادہ نہ کرے بلکہ انشاء کا قصد کرے کہ گویا وہ اپنی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے۔ اگر حکایت و اخبار کی نیت ہوگی تو وہ سلام نمازی نہ ہوگا۔ لہٰذا نماز واجب الاعادہ ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ نمازی کو چاہیئے کہ اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جسم کریم کو حاضر کر کے کہے "السلام علیک ایہا النبی" اسی طرح اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور میزان عبدالوہاب شعرانی باب صفۃ الصلوٰۃ اور فتوٰی عالمگیری اور درمختار وغیرہ میں ہے۔

(۳۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جنون جائز نہیں اور نہ لمبی بے ہوشی جائز ہے۔ کیونکہ یہ منجملہ نقائص ہیں علامہ سبکی نے کہا ہے کہ پیغمبروں پر نابینائی جائز نہیں کیونکہ یہ نقص ہے۔ کوئی پیغمبر نابینا نہیں ہوا۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی نسبت جو کہا گیا ہے کہ وہ نابینا تھے سو وہ ثابت نہیں بر تقدیر ثبوت وہ نابینائی مضر نہیں کیونکہ وہ تحقق نبوت کے بعد طاری ہوئی۔ رہے یعقوب علیہ السلام سو ان کی آنکھوں پر پردہ آگیا تھا اور وہ دور ہو گیا۔ مشہور یہ ہے کہ پیغمبر اصم (بہرہ) نہیں ہوتا۔ (قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الانبیاء منزہون عن النقائص فی الخلق والخلق سالمون من العاہات والمعائب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خلق اور خلق میں ہر قسم کے عیب سے منزہ اور معائب سے مبرا ہوتے ہیں۔ ولا التفات لما یقع فی التاریخ۔ جو کسی تاریخ میں آیا ہے وہ غیر ملتفت ہے یعنی اس کی طرف التفات نہیں (زرقانی

شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۵ صفحہ ۲۴۹-۲۴۸ تفسیر کبیر وغیرہ)
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برائت و تنزیہ خود اللہ تعالےٰ نے فرما دی بخلاف دیگر انبیاء کرام کے کہ اپنے مکذبین (جھٹلانیوالوں) کی تردید وہ خود کیا کرتے تھے۔ (۳۴) جب ملک الموت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اذن طلب کیا۔ آپ سے پہلے اس نے کسی نبی سے اذن طلب نہیں کیا۔

(۳۵) آپ کے جسم مبارک کو مٹی نہیں کھاتی تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے (علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام)

(۳۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور میراث کچھ نہیں چھوڑا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا وہ صدقہ و وقف تھا اور اس کا مصرف وہی تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات شریف میں تھا۔ (یہی حال باغ فدک کا تھا کئی صحابہ سے عموماً اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے خصوصاً مروی ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم انبیاء کی جماعت نہ کسی کے وارث بنتے ہیں اور نہ کسی کو وارث بنایا الخ۔ اسی لیے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کو عموماً اور اپنی بیٹی صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خصوصاً باغ فدک سے صدقہ نہ دیا اور نہ ہی زہرا ئے بتول رضی اللہ عنہا کو دیا اگرچہ آپ نے دعویٰ کیا مگر حدیث سن کر خاموش ہو گئیں اور پھر کبھی بھی حین حیات میں ذکر نہ کیا اور خوش ہو گئیں۔

(مدارج النبوۃ وصواعق محرقہ وغیرہ)

(۳۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرقد شریف میں حیات حقیقیہ کے ساتھ زندہ ہیں اور اذان واقامت کے ساتھ

(حاشیہ پچھلا صفحہ) معراج شریف بقول اشہر ۲۷ رجب کو مع جسم و روح ہوا۔ اسریٰ بعبدہ میں عبد روح و جسم دونوں پر بولا جاتا ہے کما فی کلامہ القدیم۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار والی حدیث کو مولانا مشتاق احمد صاحب دیوبندی استاد شیخ طریقت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے موضوع بتایا (تحفۃ احمدیہ) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو بقول مشہور فتح مکہ کے دن اسلام لائے یا بعض حضرات کا قول معراج خواب تو وہ معراج پر محمول ہے یعنی اسراء دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں اور ایک دفعہ بیداری میں کما قال امام نووی متوفی ۶۷۶ھ فی فتاوٰیہ و قاضی عیاض در شفاء و قسطلانی در مواہب و سیوطی در خصائص کبریٰ وغیرہ۔

نماز پڑھتے ہیں۔ تمام پیغمبروں کا یہی حال ہے (علیہم الصلوٰۃ والسلام)۔

(۳۸) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرقد منور کعبہ مکرمہ اور عرش معلیٰ سے افضل ہے۔ (قالہ محدث دہلوی وسیوطی رحمہا اللہ تعالیٰ)

(۳۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر روز صبح و شام آپ کی امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ نیک اعمال پر اللہ کا شکر بجا لاتے ہیں اور برے اعمال کے لئے بخشش طلب فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ کوئی روز ایسا نہیں مگر یہ کہ صبح و شام امت کے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیے جاتے ہیں۔ پس آپ ان کو پیشانیوں سے اور ان کے اعمال کو پہچانتے ہیں۔

(۴۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے قبر شریف سے نکلیں گے۔ آپ کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ آپ براق پر سوار ہوں گے۔ حضرت کعب احبار کی روایت ہے کہ ہر روز صبح کو ستر ہزار فرشتے آسمان سے اتر کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازو ہلاتے ہیں اور آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ اسی طرح وہ شام کے وقت آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ اور ستر ہزار اور حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ قبر شریف سے نکلیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ کے ساتھ ہوں گے موقف دیگر میں آپ کو بہشت کے حلوں کی نہایت نفیس خلعت عطا ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح وغیرہ)

(۴۱) آپ کے منبر منیف شریف اور قبر مبارک کے مابین بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(۴۲) قیامت کے دن اہل موقف دیر تک ٹھہرنے کے باعث گھبرا جائیں گے اور بغرض شفاعت دیگر انبیائے کرام کے پاس یکے بعد دیگرے جائیں گے اور آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ کو اہل موقف میں فصل قضا کے لیے شفاعت عظمیٰ عطا ہوگی۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (لفظ عسیٰ خدا تعالیٰ کے لئے حکم وجوب رکھتا ہے (عامہ تفاسیر)

(۴۳) قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تبلیغ پر شاہد طلب نہ کیا جائے گا۔ حالانکہ دیگر انبیاء کرام سے طلب کیا جائے گا۔ اور آپ کو تمام انبیاء کرام کے لئے تبلیغ کی اجازت ہوگی

(۴۴) آپ کو حوض کوثر عطا ہوگا۔

(۴۵) آپ کا منبر شریف آپ کے حوض پر ہوگا۔

(۴۶) قیامت کے دن ہر ایک نسب و حسب منقطع ہوگا مگر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بحال ہوگا، اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی، فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا کہ ذریعہ نجات ہو) دیکھو صواعق محرقہ مفصلا، زرقانی شرح مواہب، بخاری، آیات بینات تحفہ شیعہ مولانا نور بخش صاحب مرحوم توکلی ایم اے، سیرۃ الصدیق وغیرہ

"وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"

اللّٰھُمَّ ارزقنا زیارۃ النبی الموصوف صلی اللہ علیہ وسلم

| | |
|---|---|
| الٰہی نجنا من کل ضیق | بجاہ المصطفےٰ مولی الجمیع |
| وھبنا فی مدینتہ قراراً | بایمان ثم دفن بالبقیع |

اے اللہ بطفیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب کے مولیٰ ہیں ہر قسم کی تنگی سے نجات دے اور ہمیں با ایمان مدینہ منورہ میں سکون عطا فرما کر جنت البقیع میں دفن کی جگہ عطا فرما جہاں دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم مدفون ہیں۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں حضرت عائشہ۔ حفصہ۔ ام سلمہ۔ ام حبیبہ۔ زینب صفیہ۔ جویریہ۔ سودہ (رضی اللہ عنہن) چار لڑکیاں صاحبزادے ابراہیم، حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد اور حضرت عثمان ذوالنورین داماد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، عم مصطفیٰ اور پھوپھی زہرائے بتول اور امام مالک صاحب مذہب رضی اللہ عنہم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مراقد (قبور) اور خوابگاہیں ہیں۔

(مولٰنا حافظ نواب دین صاحب علی پوری)

# سماع و غنا و آلات لہو و لعب

گذشتہ سے پیوستہ — قسط نمبر ۳

مسند احمد میں مروی ہے:

ان اللّٰہ بعثنی رحمۃً اللعالمین و امرنی امحق المزامیر والمعازف

ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے:

یستحلن من امتی الحریر والخمر والمعازف۔

"اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں مزامیر اور معازف کو محو کروں یعنی ان کا نام و نشان مٹا دوں۔"

ابن ابی الدنیا کی روایت کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "میری امت ریشم اور شراب اور معازف کو حلال سمجھے گی۔"

ابوداؤد میں ہے:

عن نافع قال سمع ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما مزمارًا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وقال کنت مع النبی فسمع ھذا فصنع مثل ھٰذا

نافع سے مروی ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بانسری کی آواز سنی تو اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور فرمایا: میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا پس آپ نے بانسری کی آواز کو سنا تو آپ نے اسی طرح کیا۔ یعنی اپنی دو انگلیاں کانوں میں ٹھونس لیں۔

احادیث مقدسہ سے مزامیر و معازف کی حرمت ثابت ہوئی یعنے بربط، سارنگی، رباب، دف وغیرہ آلات لہو و لعب حرام ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: میری امت میں خسف بھی ہوگا اور مسخ بھی یعنے زمین میں دھنسائی جائے گی اور ان کی صورتیں خنزیر اور بندر کی طرح ہو جائیں گی۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا جو مزامیر اور معازف کو مباح کہیں گے اور ریشم کو مردوں کے لئے حلال جانیں گے اور شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے حالانکہ وہ توحید و رسالت کے قائل ہوں گے یعنے مسلمان ہوں گے۔

ھدایہ میں ہے کہ تمام ملاہی یعنے آلات لہو و لعب حرام ہیں، یہاں تک کہ ضرب و تصفیق کے ساتھ گانا بھی حرام ہے یعنے کسی گانے والے تالیاں یا کوئی اور چیز مانند تھال یا مٹکے کے بجا کر گاتے ہیں۔ یہ حرام ہے۔ ایسے ہی مالابدہ منہ میں مسطور ہے: "طبل غازی اور دف جو نکاح کے اعلان کے لئے بجایا جائے مباح ہے۔" زیادہ غلو اب اس زمانہ میں مفتیان سلسلہ چشتیہ کو ہے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است"

حضرت مخدوم شریف الملۃ والدین یحییٰ منیری قدس سرہ

نے مزامیر کو زنا کے ساتھ برابر فرمایا ہے۔ اکابر اولیاء نے فرمایا ہے کہ کسی کی مجرد شہرت پر نہ جاؤ تاوقتیکہ اس کو میزان شریعت پر مستقیم نہ دیکھو۔ چشتیہ عالیہ کے مایۂ ناز بزرگ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ سماع یعنی قوالی سنتے تھے لیکن ان کی کتاب فوائد الفواد میرے پاس ہے اس کتاب مستطاب میں ہے کہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ

فرمودند کہ چند شرائط موجود شود سماع آنگاہ
شنود واں چیز مسمع است و مسموع و مستمع
و آلہ سماع است و فرمودند مسمع گوینده
است: باید کہ مرد تمام باشد کودک و عورت
نباشد اما مسموع آنچہ می گوید باید کہ فحش و
ہزل نباشد۔ اما مستمع آنکہ مے شنود باید کہ بحق
شنود و مملو باشد از یاد حق اما آلہ سماع و
آں مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثل
آں باید کہ درمیاں نباشد ایں چنیں سماع
حلال باشد۔ انتہیٰ لعبارتہ

یعنی قوال مرد ہو بے ریش لڑکا اور عورت نہ ہو، اور قوال جو کلام گاتے وہ فحش و ہزل نہ ہو یعنی اس میں مردوں اور عورتوں کے معاشقہ اور وصل و فراق و حسن و جمال کا ذکر نہ ہو اور اس کلام میں جھوٹ نہ ہو اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی حمد و ثنا اور نعت رسول کا ذکر ہو یا بزرگان دین کے کمالات دینیہ اور ان کے اوصاف محمودہ کا تذکرہ ہو یا مسائل شریعت کا اظہار ہو اور قوالی کا وقت نماز کا وقت نہ ہو اگر نماز کا وقت آجائے تو قوالی ترک کی جائے۔ سننے والے متقی اور صالح ہوں درمیان میں آلات لہو و لعب مثل مزامیر و معازف اور بربط و رباب طبلہ سارنگی اور دف اور ڈھول وغیرہ نہ ہو، اور گانے والے تالیاں بھی نہ بجائیں۔

یہ ہے مذہب و مسلک سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قوالی اور سماع کے بارے میں۔

میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مولانا ضیاء الدین مصنف نصاب الاحتساب کو حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمۃ کے متعلق گمان تھا کہ آپ مزامیر و معازف کے ساتھ سماع کے جواز کے قائل ہیں وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا، آپ نے اپنی کتاب فوائد الفواد کی مذکورۃ الصدر عبارت پڑھ کر سنائی تو قاضی صاحب آپ سے راضی ہوئے، اور دل میں جو بات پیدا ہو گئی تھی وہ نکل گئی۔

سلسلہ نقشبندیہ کے سالار اعظم حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مستطاب مکتوبات کے دفتر اول مکتوب ۲۶۶ میں مزامیر کے متعلق رقم طراز ہیں کہ اصل میں سماع اور رقص لہو و لعب میں داخل ہے آیۂ کریمہ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث سرود کے منع میں نازل ہوئی ہے چنانچہ مجاہد جو ابن عباس کا شاگرد ہے اور کبار تابعین سے ہے کہتا ہے کہ لہو الحدیث سے مراد سرود ہے۔ مدارک میں ہے کہ لہو الحدیث قصے کہانیاں اور گانا ہے۔ ابن عباس اور ابن مسعود قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ لہو الحدیث گانا ہے۔

(باقی۔ باقی)

(ماخوذ)

معاد کے بعد پہلی چیز جو ذہنوں میں آتی ہے۔ وہ مقصد حیات ہے کہ انسان اس دنیا میں کس لئے آیا ہے۔ ایک معمولی ہوش و خرد کا آدمی جب ہوش سنبھالتا ہے تو یہ ضرور سوچتا ہے کہ ہم اس دنیا میں کیوں پیدا ہوئے ہیں ہماری پیدائش سے کوئی مقصد ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ دنیا کی بیشتر آبادی تو اس قابل ہی نہیں ہوتی کہ اس کی بات کچھ سوچ سکے۔ کبھی ذہن میں اس کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ ان کے ذہن تو چوپاؤں کے ذہنوں کی طرح ہوتے ہیں اور ان میں اور چوپاؤں میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ جس طرح چوپائے کھاتے پیتے ہیں۔ سوتے ہیں۔ بچے بھی پیدا کرتے ہیں اسی طرح یہ افراد بھی کرتے ہیں اور زندگی گذار دیتے ہیں۔ جو اصل فرق انسانی اور حیوانی زندگی میں ہے وہ روحانیت کا ہے۔ یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ انسان کو عدم سے وجود میں لایا ہے۔ اور انسان کا مقصد حیات اس مقصد کی تکمیل پر منحصر ہے۔ ایک بیل کی زندگی کو دیکھئے جو کچھ اس کو الہام ہوا ہے۔ وہ ویسے ہی کرتا ہے اور اس سے باہر مجبور محض ہے۔ ایک بیل دس ہزار برس پہلے بھی وہی تھا۔ جو آج ہے۔ آپ کچھ فرق نہیں دیکھتے۔ کتے کی زندگی ویسے ہی ہے جیسی کہ ہزاروں برس قبل تھی۔ حیوانات کی زندگی میں INSTINCT کارفرما ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ جس کو مذہب کی زبان میں الہام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مگر حضرت انسان کو خیر و شر کی پہچان دی گئی ہے جو اور کسی کو نہیں دی گئی۔ آپ دیکھتے ہیں کہ لومڑ مکاری کرتی ہے مگر اس کے نزدیک یہ مکاری نہیں ہے۔ گدھا بیوقوفی کرتا ہے۔ مگر اس کے نزدیک یہ بیوقوفی نہیں۔ کیونکہ وہ یہ سب چیزیں مجبور محض ہو کر کرتے ہیں۔ جس میں ان کی اپنی ذاتی رائے یا ترجیح کو دخل نہیں۔ یہ شرف صرف انسان کے لئے ہے کہ اس کو خیر و شر میں فرق کرنے کی قوت دی گئی ہے

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان انہٗ کان ظلوما جھولا

ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا، مگر کسی کو قبول کرنے کا حوصلہ نہ ہوا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اٹھا لیا۔ یہ بہت ہی ظالم اور جاہل ہے

یہ امانت کیا ہے۔ یہ خیر و شر کی پہچان ہے۔ اگر یہ انسان کی زندگی میں نہ ہوتی تو پھر ہماری اور حیوانی زندگی میں کوئی فرق نہ ہوتا۔ کیونکہ اگر انسان مکان بنا کر رہتا ہے یا اپنی آسائش کے سامان مہیا کر لیتا ہے۔ تو اس میں اچنبھے کی کیا بات ہے۔ کیونکہ اپنے رہنے کے لئے تو تقریباً ہر جانور اور پرندہ گھر بنا لیتا ہے اور آپ نے بیے کا گھونسلا دیکھا ہو گا جو بہترین قسم کی [illegible]

اور مناسب رہائش گاہ ہوتی ہے۔ جو اس کو گرمی سردی اور بارش سے محفوظ رکھتی ہے۔ شہد کی مکھی کے چھتہ کو دیکھئے ایک مہندس کی انتہائی کوشش بھی وہ ضلع اور زاوئے بنانے سے قاصر رہے گی۔ پرندوں کے بدن پر گو ہاتھوں کے بنائے ہوئے کپڑے نہیں ہوتے۔ مگر قدرت کے دیئے ہوئے ایسے پر و بال ہوتے ہیں۔ جو گرمی اور سردی سے بچاؤ کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ ہم ہزار کوششوں سے بھی اس کے عشر عشیر قسم کا لباس نہیں بنا سکتے لہٰذا ان چیزوں میں تو انسان اور دیگر جانداروں میں تو کوئی فرق نہ ہوا۔ رہ گئے جذبات۔ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ سائنسدانوں نے تو یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ درختوں کے اندر بھی جذبات ہوتے ہیں۔ ان میں بھی غم و خوشی کے قبول کرنے کا مادہ ہے جب نباتات میں یہ مادہ ہے تو حیوانات میں ان کا ہونا بدرجہ اتم ضروری ہے۔ لہٰذا بظاہر انسان اور حیوان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اگر فرق ہے تو وہ خیر و شر کی پہچان کا ہے۔ آپ کو اختیار دیا گیا ہے اور حیوان مجبور ہیں۔ اسی سے انسان انسان بنتا ہے اور اختیار نہ ہونے سے حیوان حیوان رہتا ہے۔

## مقصدِ حیات

اگر آپ عامۃ المسلمین کے افراد سے یہ سوال کریں کہ آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ اس میں سے اسی (۸۰) فیصدی آپ کو صحیح جواب نہ دے سکیں گے۔ اور اگر جواب دیں گے تو کوئی کچھ بتائے گا کوئی کچھ۔ ہر شخص ایک نئی چیز پیش کرے گا۔ کوئی کہے گا کہ قومی خدمت ہی زندگی کا مقصد ہے۔ کسی کا خیال ہوگا کہ غریبوں کی امداد اور پرورش ہی زندگی کا مقصد ہے کوئی اس کا مقصد تعلیم بتائے گا۔ جتنے منہ ہوں گے اتنی ہی باتیں۔ مگر اصلی مقصد بتلانے والے چند ہی ملیں گے۔ آپ عیسائی مدارس میں جائیے۔ اور کسی بچے سے پوچھئے۔ وہ فوراً بتلائے گا کہ انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو خوش کریں۔ افسوس کہ بچپن میں ہمیں یہ تعلیم ہی نہ دی گئی۔ ہمیں تو اس قدر معلوم تھا کہ جو ہم سے بڑے کرتے ہیں۔ وہ ہی ہمیں کرنا ہے۔ یعنی بجز ملازمت وغیرہ کر کے زندگی گذار دینے کے اور کوئی مقصد ہماری سمجھ سے باہر تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد تو نہایت واضح چیز تھی۔ جس سے سب لوگ اچھی طرح واقف ہوتے تھے۔ اور وہ یہ ہے کہ اس دنیا کے اندر رہ کر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے۔ اسی کو مرضات اللہ کہتے ہیں۔ اور یہ کن چیزوں سے حاصل ہوگا۔ یہ ان تمام چیزوں سے حاصل ہوتا ہے۔ جن کو شریعت کی زبان میں اوامر کہتے ہیں۔ یعنی ان احکام کی بجا آوری سے جن کو پیغمبروں کے ذریعہ ہم تک پہونچایا گیا ہے اور ان مناہی سے بچنے سے جن کو شریعت نے برا سمجھا ہے یہ ہی خیر و شر کا مفہوم ہے۔ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ ان کو مذہب کی زبان میں گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ سوسائٹی کی زبان میں بھی جن چیزوں سے سوسائٹی کو نفع پہنچتا ہے۔ ان کو ثواب سے نامزد کرتے ہیں اور جن سے سوسائٹی کو نقصان ہوتا ہے۔ ان کو گناہ کہا جاتا ہے۔ جیسے چوری۔ زنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ آپ اس حقیقت پر جس قدر بھی غور کریں گے۔ یہ بات واضح ہو جائے گی کہ واقعی اللہ تعالےٰ نے ان تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ سماج کو نقصان پہنچاتی ہے۔ اوامر میں بظاہر عبادات سے کوئی فائدہ نظر نہیں آتا لیکن روحانی فوائد کے علاوہ جو بے شمار ہیں۔ خاص دنیاوی فوائد بھی عیاں ہو جاتے ہیں۔ مثلاً نماز ہی کو لے لیجئے۔ اگر ہماری نمازیں ہی صحیح ہو جائیں تو آپ دیکھیں کہ ہمارے مرکز جو مردہ ہیں زندہ ہو جائیں۔ اور اس طرح ساری قوم جو منتشر ہے۔ ایک شیرازہ میں بند کر ایک مرکز پر آ جائے۔ اور

زندگی حاصل کرے۔ مسلمان دوسرے کے درد دکھ میں شریک ہو جائیں۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہو جائیں اس سلسلہ میں یہ خوب سمجھ لیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی جوتی سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ساری دنیا بھی بغاوت پر اتر آئے تو بھی اس کی عظمت میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اور اگر ساری دنیا بھی اس کی عبادت میں مشغول ہو جائے۔ تو اس میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ وہ اس سے مستغنی ہے۔ اگر آپ اس کی محبت دل میں رکھتے ہیں۔ اور تعلق پیدا کرتے ہیں۔ تو آپ کو ہی اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔

ہاں تو انسان کی زندگی۔ انسان کی پیدائش اور اس دنیا میں آنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی اسی زندگی میں حاصل کرنا ہے۔ غور کیجئے کہ جو بھی اخلاق اقدار دنیا میں موجود ہیں۔ وہ سب وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔ یہی اوامر و نواہی ہیں یعنی جو چیزیں فائدہ دینے والی ہیں وہ اوامر ہیں اور جن سے سوسائٹی کو نقصان پہنچتا ہے وہ نواہی۔ تمام آسمانی کتب اس پر متفق ہیں کہ انسان کس طرح جنت سے نکلا۔ آپ سب کو معلوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کس طرح اس دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ وہ جنت میں ایک خاص درخت کا پھل نہ کھائیں۔ شیطان ان کا پہلے ہی سے دشمن تھا۔ اور چاہتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلوائے۔ شیطان کا نکلوانا۔ اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو معاف کرنا اور شیطان کو معاف نہ کرنا۔ اور قیامت تک اس کو مہلت دینا۔ اس کا انسان سے انتقام لینا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا انسان کو ہدایت کا سامان دینا اور پیغمبر اور انبیاء کو لگاتار دنیا میں بھیجنا یہی مختصراً انسانی داستان کا خاکہ ہے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ شیطان انکار کرے گا اور حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں بھیجا جائے گا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے

کہ دنیا کے اندر ایک خلیفہ بناؤں گا

اور یہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے فرمایا گیا تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کا تو اس وقت بھی علم تھا۔ کہ ایک آدم بنایا جائے گا۔ اور پھر جنت سے نکال کر وہ دنیا میں بھیج دیا جائے گا۔ اور اس کی اولاد کو دنیا کے رزم گاہ خیر و شر میں سے گزارا جائے گا۔ جس کے نتیجہ پر کوئی دوزخ میں جائے گا اور کوئی جنت کا حق دار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا منشا ہی یہ تھا کہ انسان آئے اور اس بہانہ سے آئے اور یہ شیطان کا انکار سجدہ اور آدم علیہ السلام سے عداوت مشیت الٰہی کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے پس جہاں یہ صورت ہے کہ شیطان و نفس بھی آپ کے ساتھ ہیں اور راہ ہدایت کیلئے اللہ جل شانہٗ کی امداد بھی آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کے افعال آپ کے ہاتھ میں ہیں۔ خواہ نیکی کی طرف قدم اٹھائیں یا بدی کی طرف۔ اگر آپ شراب خانہ کی طرف جائیں گے تو یہ قدم آپ کا ساتھ دیں گے اور اگر مسجد کی طرف رجوع کریں گے۔ تب بھی یہ آپ کا ساتھ دینے سے انکار نہ کریں گے۔

اس چیز کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہمارا نقطۂ نظر ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر چیز ٹیڑھی نظر آتی ہے۔ مثلاً نبیوں کا مشن اور اس کا مقصد بھی ٹیڑھا نظر آتا ہے۔ آج کل آپ کو کافی تعداد تعلیم یافتہ حضرات کی ملے گی جو سمجھتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا مقصد حکومت الٰہیہ قائم کرنا تھا۔ حالانکہ بہت سے پیغمبر گزرے ہیں۔ جنہوں نے کوئی بھی سلطنت قائم نہیں کی۔ فی الحقیقت سب انبیاء علیہم السلام کا مقصد انسانوں کے ٹوٹے رشتوں کو اللہ تعالیٰ

سے جوڑتا ہوتا ہے۔ اور بندوں تک ان احکام کو پہنچا دیتا کہ کن چیزوں سے وہ ناخوش ہے اور کن سے خوش ہوتا ہے اور امر کیا ہیں اور نواہی کیا ہیں۔ نبی اس لئے تشریف لاتے ہیں کہ انسانوں کو اللہ تعالےٰ کی معرفت سے آگاہ کریں اور لوگوں کو دوزخ سے بچائیں۔ یہ بنیادی مقاصد ہیں۔ لیکن آپ اس کو بدل دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنے متبعین کے لئے دنیا میں صرف حکومت ہی قائم کرنے آئے ہیں۔ آپ حکومت کے حصول کیلئے سر دیتے ہیں۔ سن رکھئے اگر آپ کی حکومت قائم ہو بھی جائے اور اس سے آپ اللہ کی مرضی کو حاصل کر سکیں تو بیشک وہ کامیابی ہے۔ اور اگر یہ نہیں تو وہ سراسر ناکامی اور خسران ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جو صالح ہوتا ہے۔ اس کو حکومت بھی ملتی ہے۔ یعنی حکومت مقصود نہیں بلکہ انعام الہٰی ہے۔ افسوس آج ہمارے سامنے چیزیں تو وہی ہیں مگر ان میں رنگ بھر دیا گیا ہے۔ جس سے ان کی شکل پہچانی نہیں جاتی۔ لہٰذا مقصد اصلی تو مرضات اللہ ہے سب اچھی چیزیں اس کے ذیل میں آجاتی ہیں۔

غریبوں کی امداد کرنا مرضات اللہ میں سے ہے تعلیم بھی اسی طرح ہے۔ تعلیم سے اگر سوسائٹی کو فائدہ ہے تو یہ اچھی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ بیشک اس سے خوش ہوتا ہے۔ ہر وہ چیز جو مرضات اللہ کے سایہ نیچے رہ کر کی جائے گی۔ اس سے یقیناً فائدہ ہوگا۔ اگر اس سے ہٹ کر کریں گے۔ تو اس کی شکل بدل جائے گی اور مرضات اللہ کے مرکز سے نکل جائے گی۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد دنیا کے اندر مرضات اللہ کو حاصل کرنا ہے۔

پھر وہ مرضات اللہ امیر و غریب سب کیلئے ممکن ہے۔ یہ نہیں کہ امیروں کے لئے حصہ زیادہ ہے یا مواقع زیادہ ہیں اور غریبوں کے لئے نہیں۔ یہ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ امیروں اور غریبوں دونوں کو برابر کے مواقع دیتا ہے۔ ورنہ یہ ناانصافی ہوتی دنیا کا قیام تو جانتے ہی ہیں کہ ایک ہی بار ہے دوبارہ تو یہاں آنا نہیں۔ اس لئے نہیں کہ ایک کو موقعہ نیکی کرنے کا زیادہ ہو اور ایک کو تھوڑا۔ نہیں۔ دونوں کو برابر کا ہے۔ مثلاً ایک مالدار حج کر سکتا ہے کیونکہ اس کے پاس پیسہ ہے۔ غریب آدمی یہ نہیں کر سکتا۔ تو کیا وہ اس ثواب سے محروم رہے گا۔ نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت ہے کہ مسلمان اگر صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھا رہے۔ اور سورج نکلنے پر دو رکعت پڑھ کر اٹھے۔ تو آدھے حج کا ثواب کا حق دار ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر امیر کے پاس دولت زیادہ ہے تو اس کو حساب بھی زیادہ دینا ہوگا۔ غریب کو تھوڑے کا حساب دینا ہوگا۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی خوشنودی حاصل کرنے کے مواقع ہر ایک کو برابر دیئے ہیں۔ نہ ایک کو زیادہ نہ دوسرے کو کم۔ اگر انسانوں کے دماغ میں یہ تخیل بیٹھ جائے۔ اگر وہ کام کرنے لگیں جس سے اللہ تعالےٰ خوش ہے۔ تو سب بگڑی باتیں بن جائیں۔ مگر آج زیادتی برے عملوں کی ہے۔ اور جہاں برائیوں کی زیادتی ہوگی وہاں سوسائٹی کو نقصان بھی زیادہ سے زیادہ ہوگا۔ یہ چیزیں بالکل بدیہی ہیں۔ اگر تھوڑی عقل والا غور کرے گا تو جان لے گا کہ اچھے عملوں سے کام سدھرتے ہیں اور برے عملوں کے کام خراب ہوتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ جو بھی وقت ہے وہ اللہ کی مرضی حاصل کرنے میں صرف کریں۔ اگر اس کی مرضی حاصل ہو گئی تو سمجھ لیں کہ کامیابی ہے۔ اور اگر اس کی

مرضی حاصل کرنے میں ناکام رہے تو ساری زندگی ناکام ہوگی۔ اگرچہ قارون کا خزانہ بھی ہاتھ آجائے۔ اس لئے کہ وہ ایک فانی چیز ہوگی۔ خوش نصیب ہیں وہ جو اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

پچھلی دفعہ میں نے عرض کیا تھا مال سے جو محبت کی جاتی ہے وہ بھی ناپائیدار ہوتی ہے۔ محبت کرنی ہے تو اس حی وقیوم سے کریں۔ اور پھر اس کی یاد میں ہر لمحہ غرق رہیں۔ مجنوں کا قصہ مشہور ہے کہ وہ جنگل میں بیٹھا لیلیٰ کا نام ریت پر لکھتا رہتا تھا۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ نے اس کو اس طرح بیان کیا ہے۔

دید مجنوں را یکے صحرا نورد
در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتان قلم
می نویسد بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنوں شیدا چیست این
می نویسی نامہ بہر کیست این!
گفت مشق نام لیلیٰ می کنم
خاطر خود را تسلی میدہم

کسی صحرا نورد نے مجنوں کو دیکھا کہ جنگل میں بیٹھا لکھ رہا ہے۔ اس کی انگلیاں تو قلم ہیں اور ریگ کو کاغذ بنایا ہوا ہے۔ اس نے پوچھا مجنوں شیدا یہ کیا ہو رہا ہے اور کس کے نام خط لکھا جا رہا ہے۔ مجنوں نے کہا کہ یہ نامہ وغیرہ کچھ نہیں ہے میں تو لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔ اور اس سے اپنے دل بے قرار کو تسلی دے رہا ہوں۔

قصہ بیان کرکے مولانا اس سے سبق لیتے ہیں۔ کہ

عشق مولا کے کم از لیلیٰ بود
گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

اے انسانو! کیا مولا کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کم ہو سکتا ہے۔ حقیقی کامیابی تو یہ ہے کہ مولا کے عشق کی خاطر تکلیف اٹھائے۔

یہی راہ مستقیم ہے۔ یہی مومن کی معراج ہے۔ غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہم کو انسان پیدا کیا اور ایمان اور ہدایت کا نور عطا کیا۔ کتنے خوش نصیب ہیں کہ ایمان کی روشنی میں پیدا ہوئے اور ایمان اور ہدایت کا نور بے قیمت نصیب ہو گیا۔ گویا گھر بیٹھ کر یہ دولت نصیب ہو گئی۔ شاید اس لئے ہمیں اس کی قدر نہیں۔

میرے عزیزو۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر یہ سمجھ آ جائے کہ اللہ کی رضی حاصل کرنا ہے۔ یہی مقصد زندگی ہے تو پھر ذہن میں یہی جستجو رہے گی کہ وہ کام کیا جائے کہ جس سے اللہ خوش ہو۔ اگر نیک اعمال ہمارے حساب میں ہیں تو پھر تو بھلائی کی امید ہو سکتی ہے اور اگر حساب اس سے خالی ہے۔ تو خالی اُمیدطروں میں رہنا فضول ہے۔ جس کا ماحصل کچھ نہیں۔ اصلی مقصد کو پہچان کر دل میں جاگزیں کرنا چاہیئے۔ کہ جو کام بھی کرنا ہے اس میں صرف اللہ تعالیٰ کی مرضی کا خیال رکھنا ہے۔ اگر یہ ذہن میں بیٹھا لو تو ہماری ہر چیز ہر فعل عبادت میں شامل ہے اور یہی آخرت کیلئے راس التجارت ہے۔ لیکن ہماری کیفیت اس سے برعکس ہے۔ ہمیں ہر چیز کی پرواہ ہے۔ پرواہ نہیں تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی۔ ہماری محبت بھی جھوٹی اور تعلق الی اللہ بھی کمزور۔ اس پر ایک قصہ یاد آ گیا۔ کوئی ایک گلی کے اندر جا رہا تھا۔ اس راستہ کوئی عورت جا رہی تھی۔ جو بہت حسین تھی۔ وہ شخص اس کا تعاقب کرنے لگا۔ اس عورت نے کہا۔ بہت اچھا مگر میرے

پیچھے میری بہن آ رہی ہے جو مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ اس آدمی نے فوراً مڑ کر دیکھا۔ جب وہ دیکھنے کو پھرا تو اس عورت نے زور سے ایک دو تھپڑ رسید کئے اور کہا کہ یہ تیرا عشق ہے کہ ایک اتنی بات سے تو نے منہ پھیر لیا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
گر بدعوائے محبت راستی
پس چرا بر غیری کردی نگاہ
ایں بود دعوائے الفت بحیا

اس عورت نے کہا کہ اے بیوقوف اگر تو عاشق ہے اور اپنے محبت کے دعوے میں سچا ہے۔ تو پھر تو نے غیر کی طرف نظر اٹھا کر کیوں دیکھا ہے۔ کیا یہ حقیقت ہے تیرے دعوائے محبت کی۔

ہمارا عشق بھی ایسا ہی ہے۔ رازق ہوتا کوئی ہے ہم کسی اور کو سمجھتے ہیں خالق کوئی ہے اور ہم سجدہ کسی دوسرے کے سامنے کرتے ہیں۔ حاجت بر آری کوئی کرتا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب انسانوں کے ہاتھ میں ہے اور نفع و نقصان کے یہ مالک ہیں۔

آخر میں یہ دیکھنا ہے کہ اوامر کیا ہیں اور نواہی کیا ہیں۔ کن باتوں کے کرنے کا حکم ہے اور منع کن چیزوں سے کیا گیا ہے۔ اگر اس کا پتہ نہیں ہے تو کسی جاننے والے سے پوچھئے۔ ورنہ اگر یہی کیفیت رہی جواب ہے تو ہماری مثال اس پنچھی کی مانند ہے جو جگہ جگہ اڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے پوری اطاعت میں گردن جھکانے کا نام اسلام ہے۔ سب احکام کو قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کے اسوۂ حسنہ کو ہمیشہ نظر رکھ کر چلنے کا نام ایمان ہے۔

یعنی اپنی پسند کو اختیار کرنے کا نام ایمان نہیں ہے
دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم
اس دنیا میں اس کی رضا حاصل کر سکیں۔ آمین

---

## بقیہ۔ اشرفیوں کی دیگ

جو اشرفیوں سے پر ہے۔ وہ دوڑتا ہوا جس سے اس نے زمین خریدی تھی اس کے پاس گیا اور کہا جناب جو زمین میں نے تم سے لی تھی اس میں اشرفیوں کی ایک دیگ ہے مہربانی فرما کر اس کو نکال کر لے آؤ۔ میرا وقت ضائع نہ کرو میں نے اس میں ہل چلانا ہے۔ اس کسان نے جس نے زمین بیچی تھی اس کو کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو مجھے کیوں خواہ مخواہ تنگ کر رہے ہو۔ میرا اس دیگ سے بھلا کیا جب میں نے تمہارے آگے زمین بیچ دی تو پیچھے جو کچھ اس میں ہے وہ سودے میں آگیا۔ وہ دیگ میری نہیں ہے کریں اس کو لانے کی تکلیف کرو۔ وہ دیگ تمہاری ہے۔ جاؤ اس کو نکال لو۔ اسی بات پر وہ دونوں جھگڑ رہے تھے آخر وہ بادشاہ کے پاس گئے اور اپنا ماجرا سنایا۔ بادشاہ نے اس طرح فیصلہ کیا کہ ان میں سے ایک کا لڑکا تھا اور دوسرے کی لڑکی۔ بادشاہ نے ان دونوں کا نکاح پڑھایا اور وہ دیگ ان کو دے دی۔ وہ دونوں راضی ہو کر چلے گئے!

(از ابو طیب محمد عبدالعزیز صاحب عاجز کوٹ جعفر)

# داتا کا دربار

دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے!
بھرپور ہے خزانہ، داتا بڑا سخی ہے

دنیا کے طالبو تم دولت کے طالبو تم
عقبیٰ کے طالبو تم جنت کے طالبو تم
آؤ یہاں سے لے لو ہر چیز مل رہی ہے
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

علم و عمل یہاں ہے فہم و عقل یہاں ہے
صدق و عدل یہاں ہے کرم و فضل یہاں ہے
توحید کی یہاں مے ہر وقت میں بٹی ہے
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

صدق و صفا بھی لے لو رحم و عفا بھی لے لو
عشق و وفا بھی لے لو کرم و عطا بھی لے لو
آقا سے معرفت کی مے بھی تو تم نے پی ہے
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

اللہ کا نور آیا راہِ نجات لایا!
اصنام کو مٹایا وحدت کا گر سکھایا
اللہ کے لاڈلے کی ہر طرف روشنی ہے
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

غربت کو دور کر دے نکبت کو دور کر دے
ذلت کو دور کر دے خفت کو دور کر دے
آقا مرا نبی ہے مومن کا جو ولی ہے!
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

امداد کرنے آئیں فریاد سننے جائیں
اللہ سے وہ ملائیں شیطان سے بچائیں
لب پر اگر کسی کے نعرۂ یا نبی ہے!
دربارِ مصطفیٰ میں کس چیز کی کمی ہے

اللہ سے لے کے دیں گے بخشے سدا اٹھیں گے!
اغیار سب جلیں گے جل کر وہ مر مٹیں گے
ان کے لئے تو بھاری تکلیف بن گئی ہے
دربارِ مصطفےٰ میں کس چیز کی کمی ہے

شاہوں نے شاہی پائی واہ شانِ مصطفائی
عاجز نے یاد پائی تسکینِ قلب پائی
فضلِ نبی سے عاجز اب تو ہوا غنی ہے
دربارِ مصطفےٰ میں کس چیز کی کمی ہے

---

مدینہ منورہ

بہرسو یہاں نور ہی نور ہے — مدینہ ہے یا جلوۂ طور ہے
مدینہ ہے انوار کی سرزمیں — مدینہ ہی نورٌ علےٰ نور ہے
نبی کی جو مسجد کی محراب ہے — جبیں حور کی یا کہ خود حور ہے
طلب ہی میں تاخیر گر ہو تو ہو — مدینہ کی بستی کہاں دور ہے
وہ دل جس میں ہو یادِ شاہِ اُمم — وہی ایک دل ہے جو مسرور ہے
ہے ان کی شفاعت پہ جس کا یقیں — وہ بندہ حقیقت میں مغفور ہے
اسے ڈھونڈ لیتی ہیں خود منزلیں — تری راہ میں تھک کے جو چور ہے
شرف مجھ کو بخشا ہے سرکار نے
کہاں ورنہ انجم کا مقدور ہے

نجم وزیرآبادی
(دورانِ قیام مدینہ لکھی گئی)

# جناب قادری اور فن تاریخ گوئی

۱۹۶۵ء

مولانا حامد حسن قادری آج سے ایک سال پہلے ۶ رجون ۱۹۶۴ء کو ہم سے جدا ہوئے تھے۔ موت نے اردو دنیا سے ایک بلند پایہ ادبی مورخ اور صاحب نظر نقاد اور شاعر چھین لیا۔ ان کی یاد میں ہم یہ تحریر شائع کر رہے ہیں۔ اس میں مرحوم کے فن تاریخ گوئی کا جائزہ لیا گیا ہے

جناب مولانا پروفیسر الحاج حامد حسن صاحب قادری اردو ادب کی دنیا میں نقاد، مورخ، شاعر اور افسانہ نگار کی حیثیت سے معروف ہیں۔ لیکن اس مضمون میں میں ان کے فن تاریخ گوئی سے شغف اور کمال کا ذکر کروں گا۔ تاریخ گوئی میں قادری صاحب کا مرتبہ ایک صاحب کمال اور مشاق تاریخ گو کا ہے۔ ان کی ہزارہا تاریخیں چھ جلدوں میں جمع ہیں۔ برجستہ اور فی البدیہہ تاریخ ان کا خاص حصہ تھی۔ تاریخ گوئی کا شوق کیونکر ہوا اس کے بارے میں وہ جلد اول ۱۹۵۱ء دفتر تواریخ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

"میرے شوقِ تاریخ گوئی کا طبعی و فطری سبب تو یہ ہوا ہے کہ میں طبعاً عجائب پسند اور نوادر پرست ہوں۔ دنیا کی ہر عجیب چیز دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔ بشرطیکہ بدصورت اور کریہہ المنظر نہ ہو۔ فقدان حسن اور عدم موزونیت کو میری طبیعت برداشت نہیں کر سکتی۔ میں کسی اندھے کانے کی آنکھوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ کسی بدہیئت کی طرف میری نظر نہیں اٹھتی۔ بعض عجیب الخلقت انسان اور حیوان تماشے کے لئے لائے جاتے ہیں۔ کسی کا سر ضرورت سے زیادہ بڑا ہوتا ہے۔ کسی کے اعضا، تعداد و ساخت میں غیر معمولی ہوتے ہیں۔ میں انھیں دیکھنے تو کیا جاتا خود بخود سامنے آجاتے ہیں، جب بھی دیکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ غرض میری طبیعت عجیب پسند، جدید پسند، مشکل پسند ہے۔ چونکہ ہمیشہ سے لکھنے پڑھنے کا شوق رہا۔ اس لئے علم و فن اور شعر و ادب کے بھی نوادر کا شوق رہا۔ منطق کے مغالطے، علم ہیئت کے عجائبات، فن بلاغت کے صنائع بدائع، علم قیافہ، فال، قیافہ ید، قیافہ تحریر، معمے، پہیلیاں وغیرہ عجائبات سے ہمیشہ دلچسپی رہی۔ انہی میں ایک عجیب و نادر فن تاریخ گوئی ہے۔ اس سے دلچسپی ظاہر ہے۔"

ان کی تاریخ گوئی میں دو خاص باتیں ہیں جو دوسروں کے ہاں کم دیکھی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ انہوں نے آیات قرآن مجید سے دو سو سے زیادہ تاریخیں نکالی ہیں۔ ان تاریخوں میں اکثر وفات کی تاریخیں ہیں لیکن دوسرے واقعات کی تاریخیں بھی ہیں۔ مثلاً جنگ، فساد، صحت، مرض، شادی، دعوت، رخصت، تقسیم ہند، تباہی مسجد، مقبرہ وغیرہ حالات کے متعلق موزوں آیات قرآنی تلاش کی ہیں جن میں سنہ ہجری یا عیسوی نکلتے ہیں۔

کسی ایک تاریخ گو سے اتنی کثرت سے قرآنی تاریخیں منقول نہیں ہیں۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ صرف مشہور لوگوں یا عزیزوں دوستوں کے انتقال ہی کی تاریخیں نہیں لکھیں بلکہ ملکی و غیر ملکی احوال و کوائف کی بھی لکھی ہیں۔ مثلاً ایڈورڈ ہشتم کا عشق شاہی میں شادی کی کوشش، ترک شاہی، آغازِ جنگ، اختتامِ جنگ ایران کا تیل، مصر کا انقلاب، افریقہ کے مظاہرے، تقسیم ملک، پرمٹ کا اجراء، خاندانوں کی تقسیم، روس کا خلائی سفر اور اس سے بڑھ کر معمولی روزمرہ کے حالات کی تاریخیں لکھی ہیں۔

اہلِ فن نے تاریخ گوئی میں بہت صنعتیں ایجاد کی ہیں اور ان میں بڑے بڑے کمال دکھائے ہیں۔ ان ہی میں چند صنعتوں اور ان میں قادری صاحب کے کمال کا ذکر انہی کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ یہ اقتباسات ۱۹۵۱ء دو فرقہ تاریخ کے مقدمہ سے لئے گئے ہیں۔

"فنِ تاریخ گوئی کے اساتذہ و ماہرین نے معمولی قاعدہ کے علاوہ بعض دشوار التزامات رقائم کر کے تاریخیں لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک نہایت مشکل قاعدہ یہ ہے کہ ہر حرف کے نام ملفوظی کے عدد لئے جائیں۔ مثلاً "علم" کے عدد معمولی قاعدہ سے اس طرح شمار کئے جاتے

ع + ل + م

۷۰، ۳۰، ۴۰ = ۱۴۰ اور اس کو حساب جمل یا قاعدہ زبر کہتے ہیں۔ یہی عام طور پر رائج ہے۔ لیکن حرف علم کے اسماء ملفوظی یا حروف باطن کے عدد اس طرح شمار کئے جائیں گے۔

عین + لام + میم =

۱۲۰، ۷۱، ۹۰ = ۲۹۱ - اس قاعدہ کو زبر و بینات کہتے ہیں۔ کسی صاحبِ کمال کی ایک تاریخ اس صنعت زبر و بینات میں دیکھی اس میں یہ ایک کمال اور تھا کہ مصرع تاریخ اور قطعہ کے مصرع سب غیر منقوط تھے۔ اس زمانے میں لوازن کانفرنس ہوئی تھی اور اس میں ترکوں کے قائد مصطفےٰ کمال پاشا کی سعی و کامیابی کی دھوم تھی۔ چنانچہ اس کے لئے تاریخ کہی۔

صلح کردہ کمال کامل
عادل محمود عمرو ہمدرد

حامد را کرد ملہم ا لہام
صلح حاصل مراد دل کرد

۱۳۴۱ھ

مصرع تاریخ کے اعداد اس طرح لئے گئے ہیں۔

صاد لام حا حا الف صاد لام میم را

۹۵ + ۷۱ + ۹ + ۹ + ۱۱۱ + ۹۵ + ۷۱ + ۹۰ + ۲۰۲ +

الف دال لام کاف را دال

۱۱ + ۳۵ + ۷۱ + ۱۰۰ + ۱۰۱ + ۲۳۵ = ۱۳۴۱ھ

دوسری اسی صنعت میں تاریخ یہ ہے۔

تاریخ رحلت مولانا محمد علی

آن محمد علی رہبرِ ہند
عزتِ قوم را علمبردار

کہ براسلام و مسلمان کردہ
وقف مال و متاع و جاہ و وقار

ہم سر خویشتن بکف دارد
کہ کند ہر دین خویش نثار

چوں زقید فرنگ شد آزاد
گشت مسرور قلب حامدزار

گفت تاریخ بنیات وزبر
باشد آزاد سرورِ سالار

ایک صنعت یہ پیدا کی جاتی ہے کہ مادہ تاریخ کے الفاظ کے صرف ابتدائی حروف کے اعداد لیتے ہیں اور اس کی طرف کسی خوبصورت پیرایہ میں اشارہ کر دیتے ہیں۔ اس صنعت کی سب سے اچھی اور غالباً اردو میں سب سے پہلی تاریخ حکیم مومن خان دہلوی نے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر کہی ہے۔ ان کا تاریخی شعر ہے۔

دستِ بیدادِ اجل سے بے سر و پا ہو گئے
فقر و دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

ق ی ض ن ط ر ل م

۱۰۰ + ۱۰ + ۸۰۰ + ۵۰ + ۹ + ۲۰۰ + ۳۰ + ۴۰ =

۱۲۳۹ھ

اسی صنعت کی قادری صاحب کی تاریخیں ملاحظہ ہوں:

(۱) صرف شروع کے حروف سے بلوہ کانپور کی تاریخ۔

یہ تاریخ سنیئے کہ کہتے ہیں کیا!
لبِ شورش و غدر و طغیانی و مرگ

ش غ ط م

۳۰۰ + ۱۰۰۰ + ۹ + ۴۰ = ۱۳۴۹ھ

(۲) صرف درمیانی حروف سے شاہ ولگیر اکبر آبادی کی تاریخ وفات

سب بے سر و پا ہو گئے ولگیر کے جاتے ہی آپ
لطف و کرم شعر و سخن عشق و وفا وصل و ادا

ط ر ع خ ش ف ص د

۹ + ۲۰۰ + ۷۰ + ۶۰۰ + ۳۰۰ + ۸۰ + ۹۰ + ۴

= ۱۳۵۳ھ

(۳) صرف آخری حروف سے ایک مہمان نوازی کی تاریخ

جو چاہو دیکھنا تاریخ اس مہماں نوازی کی
تواضع فیض و لطف و مکرمت کی انتہا دیکھو

ع ض ف ت

۷۰ + ۸۰۰ + ۸۰ + ۴۰۰ = ۱۳۵۰ھ

(۴) آخری حروف چھوڑ کر شاہ ولگیر کی تاریخ وفات

دلم بگفت کہ بے ول زبرگ او گشتند
وفا و ناز و کرم ذوق و شوق و شعر و سخن

۶ + ۱ + ۵ + ۷ + ۲۰ + ۴۰ + ۷۰ + ۱۰۰ + ۳۰۰ +
۱۰۰ + ۳۰۰ + ۲۰۰ + ۶۰ + ۵۰ = ۱۳۵۳ھ

باقی آئندہ

---

## بقیہ۔ سوالات و جوابات

ہیں ہے وہ اللہ کے سامنے اس شان سے حاضر ہوگا کہ اس کے اور نبیوں کے مابین صرف نبوت کا ہی ایک درجہ ہوگا۔

سوال۔ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ نے میری لڑکی کو شفا دی تو میں ایک بکرا ذبح کروں گا۔ اللہ نے میری لڑکی کو شفا دی کیا بکرے کے گوشت سے میں گھر میں اپنے اہل و عیال کو بھی کھلا سکتا ہوں یا نہیں۔

جواب نہیں۔ اس کا گوشت فقراء و مساکین کو کھلا دیں۔

---

# معمولاتِ اکابر نقشبندیہ

## طریقہ ختم خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ختم خواجگان حصول برکات وحل مشکلات کے لئے پڑھتے ہیں! قارئین رسالہ کے استفادہ کے لئے مقاماتِ مظہریہ سے جو حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اسکا طریقہ نقل کرکے لکھا گیا ہے: پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں۔

اس میں لکھا ہے کہ یہ ختم شریف ہر مقصد اور غرض کے لئے پڑھا جا سکتا ہے۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے باوضو ہو کر ہاتھ اٹھا کر با بسم اللہ ایک بار سورۃ فاتحہ پڑھیں۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر دو زانو بیٹھ کر با بسم اللہ سات بار سورہ فاتحہ پڑھیں: پھر ایک سو بار درود شریف پڑھیں۔ پھر ۷۹ بار با بسم اللہ سورۃ الم نشرح پڑھیں پھر ایک ہزار بار با بسم اللہ سورۃ اخلاص پڑھیں پھر سات بار با بسم اللہ سورۃ فاتحہ پڑھیں، پھر ایک سو بار درود شریف پڑھیں، اس کے بعد فاتحہ پڑھ کر ثواب اس ختم کا ان بزرگوں کی ارواح کو پہنچایا جائے جن کی طرف یہ ختم شریف منسوب ہے، ان کے اسماء گرامی میں اکابرین سلسلہ کا اختلاف ہے۔ پھر ان بزرگوں کے توسل سے دعا مانگیں اور اپنی حاجت کا ذکر کریں۔ جب تک وہ حاجت پوری نہ ہو تب تک اس پر مداومت کریں اللہ ہر مشکل کا حل کرنے والا اور ہر حاجت کا پورا کرنے والا ہے۔ یہ ختم شریف ایک آدمی یا چند آدمی مل کر پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن تعداد میں اگر طاق عدد کا لحاظ رکھا جائیگا تو بہتر ہے۔ اس لئے کہ اللہ طاق ہے اور طاق کو محبوب رکھتا ہے۔

اصل ختم شریف صرف اتنا ہے: لیکن اس کے بعد قبل از دعا مندرجہ ذیل اسماء الٰہی بحرف ندا ایک ایک سو بار پڑھتے ہیں: یا حلّ المشکلات: یا دافع البلیّات یا قاضی الحاجات یا کافی المہمات یا مجیبُ الدعوات یا منزلَ البرکات، یا شافی الأمراض یا مسببَ الاسباب یا رافعَ الدرجات یا مفتح الابواب یا غیاث المستغیثین یا امان الخائفین، یا دلیل المتحیرین، یا ارحمَ الراحمین،

پھر مندرجہ ذیل رباعی، سرخیل سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤ الدین بخاری نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب شاملین بلند آواز سے پڑھتے ہیں ؎

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفرین بر دست و بر بازوئے تو

اس سے قبل اضافہ یا الحاق کے طور پر یہ بیت بھی پڑھتے ہیں ؎

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم زشاہِ نقشبند!

بقیہ ص ۲۹

المدد یا خواجہ مشکل کشا !

ما ہمہ محتاج تو حاجت روا

یہ رباعی کسی شخص کی اپنی تصنیف ہے۔ جس کا اس سے پہلے رباعی کے اول میں الحاق کر دیا ہے۔

## ختم شریف میں شمولیت کی شرائط

۱۔ سب شاملین باوضو ہوں۔

۲۔ دوزانو بیٹھیں۔

۳۔ دوران خواندگی ختم کلام نہ کریں۔

۴۔ جو بعد میں شامل ہو وہ پہلے ایک بار بالبسم اللہ فاتحہ ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔

۵۔ ایک ایک شمارہ پر پڑھنے کی چیز پڑھے اس لئے اگر گنتی میں کمی ہوئی تو مطلب پورا نہیں ہوگا۔

۶۔ سورۃ اخلاص، سورۃ فاتحہ، سورۃ الم نشرح بالبسم اللہ پڑھیں، اکثر دیکھا گیا ہے کہ ختم پڑھنے والے بسم اللہ نہیں پڑھتے، اسی لئے حاجت پوری نہیں ہوتی۔

۷۔ اس میں وہی شامل ہو جس کو پڑھنے کا طریقہ یاد ہے، نوآموز کو شامل نہ کیا جائے اس لئے کہ اس کی غلطیاں ختم میں نقص پیدا کریں گی، اور اشاروں سے اسے سمجھانا نہ صرف ناکافی ہے بلکہ پڑھنے والے کی توجہ میں فتور ہوگا۔

۸۔ حقہ پینے والا شامل نہ ہو۔

۹۔ پوری یکسوئی اور جمعیت خاطر سے پڑھیں۔

۱۰۔ مجلس میں جو سب سے بزرگ اور صالح ہو اس کو امام بنائیں۔

تلک عشرۃ کاملۃ

## طریقہ ختم شریف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جملہ مقاصد کے حصول اور تمام مشکلات دینی و دنیوی کے حل کے لئے مجرب ہے، پہلے سو بار درود شریف پڑھیں، پھر اس کے بعد کلمہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ (العلی العظیم) کی زیادتی کے بغیر ۵۰۰ بار پڑھیں پھر درود شریف سو بار پڑھیں اس کو ہمیشہ پڑھیں یہاں تک کہ حاجت پوری، مشکل حل ہو، بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ دین اور دنیا کی ترقیاں حاصل کرنے اور مدارج کی زیادتی کے لئے اس کے بعد یہ چند اسماء، اسماء حسنیٰ سے جن کی مقصد کے حصول سے مناسبت ہے، ہمیشہ پڑھیں، وہ اسماء پاک یہ ہیں۔

| یا فتاح | یا وہاب | یا رزاق | یا مقتدر | یا رافع |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۰۰ بار | ۱۰۰ بار | ۱۰۰ بار | ۱۰۰ بار | ۱۰۰ بار |

یا سلام

۱۰۰ بار

یہ ختم شریف رات کو یا دن کو پڑھے اور کامل اطمینان و سکون سے پڑھے، ایسے وقت میں نہ پڑھے کہ اس میں دل کو یکسوئی اور جمعیت حاصل نہ ہو۔

## نماز تہجد کا طریقہ اور اس کی فضیلت

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے فرض نمازوں کے بعد کوئی نماز نمازِ تہجد سے افضل نہیں کہ اس کی ایک رکعت اس کے غیر کی ہزار رکعت سے بہتر ہے، پس طالب و مرید کو چاہیے کہ اس نماز کے ادا کرنے میں سستی اور کوتاہی نہ کرے اور اس کو بمنزلہ نماز پنجگانہ کے جانے

بچوں کا صفحہ

# حکایات الصالحین

## ایک خدا رسیدہ غلام

(زبیدہ منشاد)

کئی سو سال پہلے کی بات ہے۔ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ ایک بزرگ تھے۔ انھوں نے ایک غلام خریدا رات کو وہ غلام اچانک غائب ہو گیا۔ صبح کو آیا اور انھیں ایک درہم دیا جس پر سورۃ اخلاص کا نقش تھا۔ اور بولا مجھے رات بھر کی رخصت دے دیا کریں۔ تو میں ہر روز ایسا ایک درہم پیش کر دیا کروں گا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں میں نے یہ منظور کر لیا۔ کچھ دن بعد میرے پڑوسی بولے کہ تمہارا غلام تو کفن چور ہے۔ مجھے اس غلام پر بہت غصہ آیا۔ اس رات جب وہ غلام جانے لگا تو میں بھی اس کے پیچھے چلا۔ میں بڑا حیران ہوا کہ گھر کے سب دروازے اس کے اشاروں سے کھلے اور بند ہو گئے۔ خیر ذرا سی دیر چلے تھے کہ ایک چٹیل میدان آ گیا۔ وہاں ایک جگہ اس نے اپنے کپڑے اتار کر ایک ٹاٹ پہن لیا۔ اور پھر ساری رات نماز میں مشغول رہا۔ صبح ہوئی تو دعا مانگی اے میرے بڑے آقا میرے چھوٹے آقا کی مزدوری دے دو۔ اتنے میں آسمان سے ایک درہم آیا میں اس واقعے سے سخت حیران تھا۔ میں نے بھی وضو کیا اور نماز پڑھنے لگا اور اس غلام سے بدگمانی پر استغفار کرنے لگا دل سے آزاد کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر ادھر ادھر دیکھا تو اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ میں حیران پریشان بیٹھا تھا کہ غیب سے ایک گھوڑ سوار نمودار ہوا۔ بولا اے عبدالواحد! تم یہاں کیسے؟ تمہیں خبر ہے کہ تمہارا گھر یہاں سے کتنی دور ہے پھر خود ہی بولا کہ ایک تیز رفتار سوار کی دو سال کی مسافت ہے! اچھا اب یہاں سے نہ ہلنا رات کو وہ غلام پھر یہاں آئے گا۔ خیر رات ہوئی وہ عمدہ قسم کے کھانوں کا خوان لایا۔ کہا لو آقا کھا لو۔ اب ایسا نہ کرنا۔ وہ پھر اسی طرح عبادت میں مشغول ہو گیا۔ صبح مجھے ساتھ لیا اور کوئی اسم اعظم پڑھا۔ صرف چند قدم میں گھر پہنچ گئے۔ اب وہ بولا کہ آپ نے مجھے آزاد کرنے کی نیت نہیں کی تھی؟ میں نے کہا ہاں میں اسی بنا پر قائم ہوں۔ اس نے کہا میں آپ کو اپنی قیمت بھی دے دیتا ہوں اور آخرت میں بھی آپ کو اس کا اجر ملے گا۔ یہ کہہ کر زمین سے مٹی کا ایک ڈھیلا اٹھا کر مجھے دیا۔ میں نے دیکھا تو وہ سونا تھا۔

---

## دودھ اور شہد دینے والی بکری

(زاہد منشاد)

ایک بہت نیک پارسا عورت کا ذکر ہے۔ ان کے پاس ایک عجیب و غریب بکری تھی۔ ان مائی صاحبہ کا نام حضرت فقہ تھا۔ ایک بزرگ شیخ ابوالربیع رضی اللہ عنہ

نے ان سے اس بکری کا قصہ پوچھا تو مائی صاحبہ نے فرمایا میرے شوہر ایک مرد صالح تھے۔ ہم غریب آدمی تھے ہمارے پاس ایک بکری تھی۔ عیدالاضحیٰ کے دن میرے خاوند نے اسے قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا قربانی ہم پر فرض نہیں اور اللہ تعالیٰ کو ہماری حالت خوب معلوم ہے۔ پھر تھوڑے دن گزرے تھے کہ ہمارے گھر ایک مہمان آگیا۔ اب میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ مہمان کی خدمت کا ہمیں حکم ہے۔ اب بکری ذبح کر لی جائے۔ انھوں نے اس سے اتفاق کیا اور بکری کو ذبح کرنے کے لئے گھر سے باہر لے گئے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ دیوار کے اوپر ایک بکری کھڑی ہے۔ میں نے سوچا کہ بکری میرے خاوند کے قابو میں نہیں آئی اور اوپر چڑھ گئی ہے پھر باہر جاکر دیکھا تو میرے خاوند نے بکری ذبح کی۔ میں نے اس سے دوسری بکری کا قصہ بیان کیا۔ کہا کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ہم کو اچھی بکری عطا فرمائی ہو۔ دیکھا تو نئی بکری دودھ اور شہد دیتی ہے اور وہ پہلی صرف دودھ دیتی تھی۔ مہمان کی مدارات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ برکت عطا فرمائی ۔

## بادشاہ جب ظلم کرتا ہے، یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے

(فیاض احمد قصوری)

صاحب ترغیب و ترہیب نے اور بیہقی نے شعب میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ ایک بادشاہ لوگوں سے چھپ کر اور بھیس بدل کر اپنی مملکت میں رعیت کا حال دریافت کرنے کے لئے گھوم رہا تھا۔ کسی دن وہ کسی شہر میں جاتا اور کسی دن کسی شہر میں۔ یہاں تک کہ پھرتے پھراتے ایک آدمی کے پاس آیا اس کے پاس ایک گائے تھی۔ رات کو جب اس کا دودھ دوہا تو اس نے تیس گائیوں کے دودھ کے برابر دودھ دیا۔ بادشاہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور اس نے اپنے دل میں ارادہ کیا کہ وہ اس سے یہ گائے لے لیگا۔ دوسرے دن وہ آدمی گائے کو جیسے کہ اس کی عادت تھی چراگاہ کی طرف لے گیا۔ جب رات کو واپس آیا اور اس کا دودھ دوہا تو اس نے پہلے دن سے نصف دودھ دیا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے کہا کیا وجہ ہے آج اس نے کل سے نصف دودھ دیا ہے۔ کیا تو نے آج اس کو اس چراگاہ میں نہیں چرایا جس میں تو نے اس کو کل چرایا تھا۔ آدمی نے کہا آج بھی میں نے اس کو اسی چراگاہ میں چرایا ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر اس کے دودھ کی کمی کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میرا خیال ہے ہمارے بادشاہ نے اپنی رعیت میں سے کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہے۔ اس لئے کہ جب بادشاہ ظلم کرے یا ظلم کا ارادہ کرے تو برکت چلی جاتی ہے۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا کہ وہ اس کی گائے کو نہیں لے گا اور نہ ہی وہ کسی پر ظلم کرے گا۔ تیسرے دن پھر جب وہ چراگاہ سے واپس آئی اور اس کا دودھ دوہا تو اس نے پہلے کی طرح تیس گائیوں کے دودھ کے برابر دودھ دیا۔ اس واقعہ سے بادشاہ نے بڑی عبرت حاصل کی اور ساری عمر اپنی مملکت میں عدل و انصاف کرتا رہا ۔

~~~

## اشرفیوں کی دیگ

ایک کسان نے دوسرے کسان سے زمین خریدی ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ اس میں ہل چلا رہا تھا کہ اچانک اس کی ہل کا پھالا زمین میں کسی چیز سے اٹک کر رہ گیا۔ کسان نے جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیگ ہے

بقیہ صفحہ ۱۶
~~~

مدیر مسئول

# سوالات و جوابات

سوال - میں نے قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کروں گی - حالانکہ وہ کام نیک ہے اس کے بعد میں قسم پر قائم نہ رہ سکی اور اس کے توڑنے کے سوا مجھے کوئی چارہ نہ تھا آپ فرمائیں کہ میں اس کا کیا کفارہ دوں - اور کیا کفارہ یا کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم سے رسالہ انوار الصوفیہ کسی محتاج کے نام ایک سال کے لئے جاری کروا سکتی ہوں نیز مجھے آپ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس کے پڑھنے سے میں گھر میں اور اس سے باہر باعزت رہوں -

(الف قصور)

الجواب ھو الموفق للصواب عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من حلف علیٰ یمین فرایٰ خیرًا منھا فلیکفر عن یمینہٖ ولیفعل رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۶

ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے کسی چیز کی بابت قسم کھائی کہ میں نہیں کرونگا یا نہیں کھاؤں گا یا نہیں بولونگا) حالانکہ وہ چیز نیک ہے تو چاہیے کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ دے (اور قسم توڑ دے)

ابن مالک اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ اس کے باپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جاتا ہوں - اور اس سے سوال کرتا ہوں مگر وہ دیتا نہیں اب میں نے قسم کھائی ہے کہ اگر وہ میرے پاس آئے گا اور مجھ سے کچھ مانگے گا تو میں اس کو کچھ نہیں دوں گا - آپ نے فرمایا۔

کفر عن یمینک

قسم کو توڑ اور اپنی قسم کا کفارہ دے - کتب فقہ میں ہے :

ومن حلف علے معصیۃ ینبغی ان یحنث ویکفر - کنز الدقائق صفحہ ۱۹۶

جس نے گناہ کی قسم کھائی (مثلاً نماز نہیں پڑھوں گا - والدین سے یا کسی قرابت دار سے کلام نہیں کروں گا - یا شراب پیوں گا زنا کروں گا -) اس کے لئے واجب ہے کہ قسم کو توڑے اور کفارہ ادا کرے -

قسم کا کفارہ چار طرح ادا ہوتا ہے - غلام کا آزاد کرنا - دس مسکینوں کو صبح و شام دو وقت کھانا کھلانا پے در پے تین روزہ رکھنا - دس مسکینوں کو یا تو حقیقتاً کھانا کھلائے اور وہ اس طرح کہ ہر ایک مسکین کو سوا دو سیر گیہوں یا اس کا آٹا دے - یا اس کو تقدیراً کھلائے اور وہ اس طرح کہ ایک ہی مسکین کو دس دن صبح و شام کھانا کھلائے یا اباحۃً کھلائے اور وہ اس طرح کہ کھانا پکا کر دس مسکینوں کو گھر میں بلا کر صبح و شام

بقیہ صفحہ ۲۹

کھانا کھلائے۔ اگر دس مسکینوں کے طعام کی حساب نصف صاع (سوا دو سیر گیہوں فی مسکین کے حساب سے قیمت دی جائے جائز ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ ان کو کپڑے دیئے جائیں جو ان کے بدن کے اکثر حصہ کو ڈھانکیں۔ یعنی قمیض پگڑی اور شلوار دی جائے۔ ان تینوں کفارات سے جس کے ساتھ بھی کفارہ دے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

کفارہ قسم توڑنے کے بعد واجب ہوتا ہے۔ اگر کسی نے کفارہ پہلے ادا کیا اور قسم بعد میں توڑی تو اس کو دوبارہ ادا کرنا واجب ہو گا۔ ہر دل عزیز ہونے کے لئے۔

کم از کم ہر روز ۵۰۰ بار فجر کی نماز کے بعد ہمیشہ پڑھا کریں۔ اول و آخر ۵-۵ بار درود شریف پڑھ لیا کریں۔
تمام صدقات و جو نافرستے رسالہ مستحقین کے نام ایک یا نصف یا کئی سالوں کے لئے جاری کرایا جا سکتا ہے۔

سوال۔ ایک شخص رمضان شریف کے مہینہ میں طعام سحر کھا کر اپنی بیوی کے پاس گیا اور مجامعت کرنے لگا۔ اسی دوران مسجد میں فجر کی آذان ہونے لگی۔ آپ فرمائیں کہ اس کا روزہ کیسا ہے؟ باقی ہے یا ٹوٹ گیا۔ کیا اس پر کوئی تعزیر واجب ہے۔

محمد اسلم سائیکل ورکس گوجرانوالہ

جواب اگر اس گمان سے کہ ابھی رات باقی ہے۔ صبح صادق کا طلوع نہیں ہوا۔ مجامعت میں شروع ہوا تو دو حال سے خالی نہیں اگر صبح صادق کے طلوع سے پہلے فارغ ہو گیا تو اس کا روزہ صحیح ہے غسل کرے اور فجر کی نماز پڑھے اگر فارغ نہیں ہوا تو آذان کے بعد فوراً اپنے عمل سے باز آ گیا تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر مصروف رہا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اس پر ایک روزہ کی قضا واجب ہے۔ تعزیر وغیرہ واجب نہیں۔

سوال کیا قبر میں انبیاء و رسل اور نابالغ بچوں سے بھی سوال ہوتا ہے۔

جواب انبیاء و رسل سے سوال نہیں ہوتا اور نابالغ بچوں سے ہوتا ہے۔ پھر فرشتہ کی تلقین سے منکر نکیر کے تینوں سوالوں کا جواب دیتا ہے۔ بعض نے کہا نابالغ بچہ کو الہام ہوتا ہے کہ وہ یہ جواب ہے۔ حاشیہ مراقی الفلاح صہ ۳۷۲

سوال۔ کیا انبیاء و رسل کے بغیر اور بھی کوئی ہے جس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا؟

جواب حاشیہ مراقی الفلاح صہ ۳۷۲ میں ہے (صدقہ) استثنیٰ بعض اکابر اہل السنت جماعۃ فلا یسئلون منہم المقتول فی معرکۃ الکفار و المرابط و المطعون و من مات فی زمن الطاعون والمبطون و المجنون و اہل الفترۃ و المیت لیلۃ الجمعۃ و یومہا و القاری کل لیلۃ سورۃ الملک و طالب العلم لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من جاء اجلہ وھو یطلب العلم لقی اللہ ولم یکن بینہ و بین النبیین الا درجۃ النبوۃ۔

اہل سنت و جماعت کے اکابر نے ایک جماعت کو سوال قبر سے مستثنیٰ کیا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جو جنگ میں کفار کے ہاتھوں مارا گیا اور ایک وہ ہے جو سرحد پر گھوڑا باندھنے والا ہے اور ایک وہ ہے جو طاعون سے فوت ہوا اور ایک وہ ہے جو طاعون کے زمانہ میں مرا اور ایک وہ ہے جو پیٹ کی بیماری سے مرا اور دیوانہ اور اہل فترۃ اور جمعہ کی رات اور اس کے دن کو جو کوئی مرا اور ہر رات سورۃ ملک پڑھنے والا اور طالب علم اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی اجل آئی اس حال میں کہ وہ علم کی تلاش

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بڑے عرس مبارک پر جو کہ علی پور شریف میں ہر سال ۱۰/۱۱ مئی کو منعقد ہوتا ہے بندہ بیمار ہو گیا۔ کھانے پینے کا پرہیز کرتا تھا۔ بیماری کے باوجود میں نے عرس مبارک پر حاضر ہونے کا تہیہ کر لیا۔

شربت بنفشہ کے استعمال کے سوائے میری طبیعت کسی چیز کو پسند نہ کرتی تھی۔ دوران سفر میرے دل میں خیال کھٹک رہا تھا کہ علی پور شریف ایک دور افتادہ گاؤں ہے اگر وہاں شربت بنفشہ کا کوئی بندوبست ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

ان ایام میں صاحبزادہ سید احمد حسین شاہ صاحب حویلی کے بڑے دروازہ پر آنے والے پیر بھائیوں کو لسی پلایا کرتے تھے۔ میرے دروازہ پر پہنچتے ہی صاحبزادہ صاحب نے فرمایا:

"چوہدری فدا محمد لسی ختم ہو گئی ہے۔ شربت بنفشہ موجود ہے وہی پی لیں۔"

اسی وقت مجھے حویلی کے نچلے کونے والے کمرہ میں لے گئے اور شربت بنفشہ سے مجھے خوب سیر کرایا۔

---

## صوفی با صفا سند الاتقیاء حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر اللہ دتا صاحب طالب کنجاہی کا عرس شریف

قصبہ کنجاہ مضافات گجرات میں حسب دستور سابق مورخہ ۲۲/۲۳ صفر المظفر مطابق ۸/۹ اپریل بروز ہفتہ اتوار صاحبزادہ کیپٹن محمد امین صاحب سجادہ نشین آستانہ نقشبندیہ کے زیر اہتمام و انصرام۔ بصدارت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شمس الملت حضرت مولانا پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم بڑی دھوم دھام اور شان و شوکت سے سالانہ عرس شریف منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں مقتدر علماء کرام و صوفیائے عظام شرکت فرما رہے ہیں۔

جملہ یاران طریقت کی خدمت میں استدعا ہے کہ اس نورانی محفل میں پروانہ وار شرکت فرما کر سعادت دینی و [illegible] سے بہرہ ور ہوں۔

الداعی محمد امین عفا اللہ عنہ کنجاہی

تبصرہ

# پندرہ روزہ المصطفیٰ

## گوجرانوالہ

گوجرانوالہ سے رضائے مصطفیٰ پہلے ہفت روزہ پھر پندرہ روزہ ہو کر نکلتا رہا اب وہ ماہنامہ کی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ سے جس صورت میں بھی نکلا دینِ حق کی تائید کا پرچم بلند کرتا ہوا نکلا اسکی حق نما ضیاپاشیوں سے پاکستان و بیرونِ پاکستان میں دلوں کے تاریک گوشے جگمگا اٹھے یہاں تک کہ رضائے مصطفیٰ مدینہ منورہ میں حضرت مرشد ضیاء الدین احمد قادری دامت برکاتہم کے ہاتھوں میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا کہ آپ اسکی تعریف فرما رہے ہیں

الحاد و زندقہ اور ضلالت و گمراہی کی مدافعت میں.... رضائے مصطفیٰ نے جو کردار ادا کیا وہ بے مثال ہے۔ سنیت و حنفیت کی تبلیغ و اشاعت میں چند سالوں میں وہ کام کر دکھایا جو دوسرے جرائد و رسائل طویل عرصہ میں بھی نہ کر پائے قارئین کو ایک ہفتہ کا انتظار بہت شاق گزرتا تھا اس میں سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثِ پاک اور آیات قرآنی کی تفسیر فقہاء کے اقوال، اولیائے کرام کی سیرت ایسے مضامین لکھے جاتے تھے۔

اب بھی رضائے مصطفیٰ ایسا ہی ہے مگر ایک ماہ کے بعد اسکی زیارت ہوتی ہے اس کا انداز تحریر اور بے باک تنقید اور اسلوب بیان وہی ہے۔

المصطفیٰ جو حال ہی میں شائع ہونے لگا ہے یہ بھی حقیقت میں وہی ہے یعنی اپنی اوصاف کا حامل ہے جو اوپر رضائے مصطفیٰ کے لئے لکھی گئی ہیں۔ اہل سنت وجماعت کو چاہیے کہ پندرہ روزہ المصطفیٰ اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے خریدار بنیں اور اپنے شہروں میں ایجنسیاں قائم کریں تاکہ اہل سنت وجماعت کے اخبار و رسائل زیادہ سے زیادہ شائع ہوں اور عوام ان کے مضامین سے استفادہ کریں۔

پندرہ روزہ المصطفیٰ کا پتہ :
۵ کرشنا گلی گوندلانوالہ روڈ گوجرانوالہ

ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کا پتہ
چوک دارالسلام گوجرانوالہ

## بقیہ:- معمولات اکابر نقشبندیہ

اگر قضا ہو تو دن کو ادا کرے اور تضرع اور زاری اور دعا و استغفار جس قدر ممکن ہو کرے۔ اس زمانے کے طالبعلموں (مریدوں) پر تعجب ہے کہ وہ طالبی میں کمزوری اور حوصلے کی پستی دکھاتے ہیں۔ اور اس نماز کو چھوڑ اور مقدور نظر انداز کرتے ہیں اور دوسری نمازوں کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ اس وقت کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ جو کپڑا غفلت و معصیت کی میل سے آلودہ ہے وہ اس وقت کی آہ و زاری کے پانی کے بغیر نہیں دھویا جا سکتا۔ اور دریائے رحمت و مغفرت میں استغفار کی تقرار کے بغیر پاک نہیں ہوتا جیسا کہ انہوں نے اپنے دیوان میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

شفیعم روز محشر ایں دیدۂ نمناک گردد
ازیں آب رواں آخر حسابم پاک بیگردد

ترجمہ حشر کے دن میری نمناک رونے والی آنکھ میری شفیع ہوگی۔ آخر میرا حساب اس جاری پانی سے پاک ہوگا۔

باقی باقی

# مسائل تصوف

- ولی کی تین علامتیں ہیں۔ ۱۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونا۔ ۲۔ اس کا اللہ کی طرف بھاگنا۔ ۳۔ اور اس کا ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہونا۔
- ولی اللہ تعالیٰ کا پھول ہے جس کو صدیق سونگھتے ہیں اور اس کی بو ان کے دلوں کو پہنچتی ہے اور وہ اس سے اپنے مولیٰ کے مشتاق ہوتے ہیں اور اپنے اخلاق کے تفاوت سے اس کی عبادت میں زیادہ سرگرم ہوتے رہتے ہیں۔
- ولی اپنے حال میں فانی اور مشاہدہ حق میں باقی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام امور و معاملات کا نگران اور کارساز ہوتا ہے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آفتاب محبت کے انوار اس پر پڑتے رہتے ہیں۔ اس کو اپنے نفس سے خبر نہیں ہوتی اور اللہ کے غیر کے اس کو قرار نہیں ہوتا۔
- اللہ کا ولی نہ ریاکار ہوتا ہے اور نہ منافق یعنی وہ اخلاص کا مجسمہ اور ظاہر و باطن سے ایک جیسا ہوتا ہے۔

سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ولی کسی بھی چیز کا کسی سے سوال نہیں کرتا۔ اس لئے کہ اس میں ذلت اور کمینگی ہے۔

- جہاں اولیاء کی نہایت ہوتی ہے وہاں سے انبیاء کی بدایت ہوتی ہے۔
- ابراہیم ادہم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اگر تو ولی ہونا چاہتا ہے تو دنیا و آخرت سے کسی چیز کا طالب نہ ہو۔ اور اپنے آپ کو ہر دو جہان سے فارغ کر کے صرف ایک اللہ کی عبادت کے لئے وقف کرے اور اپنے چہرے سے اسی کی طرف متوجہ ہوتا رہے

اپنی دوستی کے ساتھ تیری طرف چشم ولایت سے التفات کرے۔ (رسالہ قشیریہ)

- اولی الامر سے مراد مشائخ ہیں جو اپنے رب کے قرب کے مقام پر فائز ہیں اور جن کے ہاتھ تربیت کا امر ہے۔ مرید صادق کا اولی الامر اس کا اپنا شیخ کامل ہی ہوتا ہے۔ مرید کے لئے واجب ہے کہ اس کے دل پر جو چیز وارد ہو اس کی صحت کی دریافت کے لئے اپنے شیخ کا دروازہ کھٹکھٹائے اور اگر کوئی اشارہ یا الہام یا کوئی بھی واقعہ ہو بلکہ اپنے تمام اعمال و احوال کو اپنے شیخ کی نظر کیمیا اثر سے اس کی تصدیق کروائے۔ پھر شیخ جس میں اس کی مصلحت اور اس کا حکم دے اس کو اختیار کرے اور تمام امور میں شیخ کا معتقد اور مطیع ہو اس لئے کہ وہ اس کا اولی الامر ہے۔

---

## آستانہ عالیہ علی پور شریف

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کی صحت اچھی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو دائمی صحت عطا کرے۔ آمین۔ حضرت جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب و دیگر جملہ حضرات علی پور شریف میں مقیم ہیں۔ حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدینہ منورہ تشریف فرما ہیں۔ اپریل میں آپ واپس تشریف لائیں گے۔ آپ کے متعدد مکتوبات سے جو مدینہ منورہ سے تشریف لائے ہیں معلوم ہوا کہ آپ ہر طرح باخیریت ہیں اور تمام احباب کے لئے مقامات مقدسہ میں دست بدعا ہیں۔ آپ کو خط لکھنے کا پتہ یہ ہے۔

ص ب ۹۲ مدینۃ المنورہ سعودی عرب

# پیر بھائی یا یارانِ طریقت

گذشتہ سے پیوستہ

چنیں کردہ یاراں زندگانی
زکار افتادہ بشنو تا بدانی

ترجمہ۔ دوستوں نے اپنی عمر کو ایسے بسر کیا۔ کسی بیکس سے سنا تو تجھے معلوم ہوتا۔

گلستان میں کسی دوسری جگہ بلبل شیراز یوں نغمہ طراز ہے۔

دوست مشمار آنکہ در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی
دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

ترجمہ۔ اس شخص کو دوست مت گن۔ جو کہ دولت مندی کے وقت دوستی کا دم بھرتا ہے۔ دراصل دوست وہی ہے جو پریشان حالی اور عاجزی کے وقت دستگیر ہو۔

حقیقت میں یار کہلانا تو سہل ہے مگر یار طریقت بننا یا اس کا سچا نمونہ بن کر دکھانا مشکل کام ہے۔

میرے حضرت پیر و مرشد ہادی و مولیٰ قدس سرہٗ العزیز سب سے زیادہ اُس یار پر خوش ہوتے تھے جو یاروں کا سب سے زیادہ خدمت گذار ہوتا تھا۔ ایک دفعہ دربار شریف سے چند زمیندار تجارت کی غرض سے امرتسر جاتے ہوئے علی پور آنکلے فقیر نے حتی الامکان ان کی خدمت کی۔ انھوں نے دربار شریف پہنچ کر سارا ماجرا حضور میں عرض کیا۔ آپ اس قدر خوش ہوئے کہ جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے۔

قسط نمبر ۲

ایک بزرگ ساکن موضع ٹگے کھودے ضلع گجرات کے پاس ایک شخص دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوا۔ آپ نے باوجود خود بھوکا ہونے کے دوسرے شخص کو دے دیا۔ دوسرے نے تیسرے کو تیسرے نے چوتھے کو غرض وہ پیالہ گردش کرتا رہا۔ مگر کسی نے ہم میں سے ایک قطرہ بھی نہ پیا۔ تب آپ نے فرمایا کیا تم سب کے سب فرشتے بن گئے۔ اگرچہ ایسی نظیریں اس زمانہ میں ملنی دشوار ہیں مگر پھر بھی جہاں تک ہو سکے ہر ایک مسلمان کو ایسے پاک وجودوں کے پاک افعال کی تقلید کرنا چاہیے۔

ابھی تھوڑے دن کا ذکر ہے ایک شخص احمد خاں گردو کے نامی ساکن ریاست بہاولپور کوٹھے پر چڑھ کر کسی نوارد یا مہمان یا مسافر کا انتظار کرتا اور دعا مانگتا کہ الٰہی کسی مہمان کو بھیج کہ اس کی طفیل میں میں بھی اچھا کھانا کھا لوں۔ آخر الامر اس کی دعا قبول ہوئی اور خدا تعالیٰ نے تھوڑے دنوں کے بعد اس کو لنگر جاری کرنے کی توفیق بخشی۔

اسی طرح فقیر کے یاروں میں عبداللطیف نامی ساکن کوہاٹ نے دعا کے واسطے التجا کی۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے اتنی توفیق بخشے کہ میں لنگر جاری کروں اور مسافروں کی خدمت کیا کروں۔

یاران طریقت کو ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر محبت ہونی چاہیئے کہ مال و متاع سب ایک دوسرے پر فدا کریں اور اصول طریقت بھی یہی ہے کہ ایک پیر بھائی اپنے نوارد پیر بھائی کے لیے اپنی سب چیزیں وقف سمجھے اور

اس کی خدمت کو نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر جہاں تک ممکن ہو کوئی دقیقہ اس کی خدمت میں فروگذاشت نہ کرے۔ صرف زبانی جمع خرچ کرنے اور یارِ طریق کہلانے سے کبھی بھی کوئی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ عرب کا ایک قول ہے:

المحبۃ یُظْہِرُ بالبَیَد

یعنی محبت ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر اس کے ثبوت کی ضرورت ہو تو دیکھو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے حالات جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں پہنچے تو مدینہ شریف والوں نے اپنے یارانِ طریقت کے ساتھ اس قدر ہمدردی کی کہ اگر ایک شخص کے پاس دو مکان تھے تو اس نے ایک مکان مہاجر کو دے دیا۔ اگر دو برتن تھے تو ایک برتن اور اگر دو کپڑے تھے تو ایک کپڑا اپنے پیر بھائی کے حوالے کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے نکاح میں دو بیویاں تھیں تو اس نے ایک بیوی کو اپنے مہاجر پیر بھائی کے لئے طلاق دیدی۔ درحقیقت سچا اسلام یہی تھا۔ سچے پیر بھائی یہی تھے

میرے گاؤں میں ایک بزرگ میاں غلام رسول صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں ان کا پنجابی میں ایک شعر ہے فرماتے ہیں۔

جس نے واری کسے دی دیکھی نہ کیتا اسنوں راضی میاں قاضی
بے شے برساں پڑھے نماناں تدبھی رب نہ راضی بستوں پاضی

یعنی جو کوئی اپنے مہمان کی خدمت کرکے اسے راضی نہیں کرتا وہ صد ہا سال تک نماز بھی پڑھے پھر بھی اپنے خدا کو راضی نہیں کر سکتا۔ بلکہ بجائے راضی کرنے کے ایسے شخص یعنی خدمت نہ کرنے والے پہ اللہ تعالیٰ خود ناراض ہوتا ہے اور پھر حضرت مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ نخوت کرد او محروم شد

حدیث شریف میں آیا ہے۔

سید القوم خادمہم

ایک دن جناب حافظ شہاب الدین صاحب امام مسجد پٹولیاں ساکن لاہور نے حضرت مولوی خلیفہ نظام الدین صاحب لاہوری وارد بمبئی؛ جو لاکھوں روپے کے مالک تھے، سے سوال کیا کہ آپ پہلے اس قدر روپیہ کس طرح حاصل کر لیا۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب میں جس تنگی سے لاہور میں گذارہ کرتا تھا وہ آپ کو یاد ہے۔ بمبئی پہنچ کر میں نے درویشوں کی خدمت شروع کی جس کی برکت سے لاکھوں روپیوں کا مالک بن گیا ہوں۔ آپ سے بھی ہو سکے تو درویشوں اور مسافروں کی خدمت کیا کرو۔ حافظ صاحب مرحوم نے ان کے فرمان کی تعمیل کے لئے کربست مضبوط باندھ لی اور درویشوں کی خدمت شروع کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حافظ صاحب تھوڑے ہی دنوں میں مالدار ہو گئے اور جس عسرت سے حافظ صاحب نے لاہور میں دن بسر کئے وہ اہل لاہور سے مخفی نہیں اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں ان کے مہمانوں کی خدمت کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اور انسان تو انسان حیوانوں کی خدمت کرنے میں بھی بڑے درجے رکھتے ہیں۔ بلکہ انسان پر حیوانوں کی خدمت گذاری واجب کی گئی ہے۔ کوئی پیغمبر آج تک نہیں گزرا جس کو بکریاں چرانے کی خدمت سپرد نہ کی گئی ہو۔ اس میں ان کا امتحان ہوتا تھا۔ میرے حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کی عادت مبارک تھی کہ جب کوئی مہمان حاضرِ خدمت ہوتا تو آپ باوجود ضعف پیری اور سو سال سے بھی زیادہ عمر ہونے کے بذات خاص گھر میں تشریف لے جاکر چاچھ یا شربت یا دودھ جو کچھ حاضر ہوتا اپنے ہاتھ سے اٹھا کر لاتے اور اگر کھانا تیار ہوتا تو لے آتے ورنہ اسی وقت تیار کرواتے۔ عمدہ اور لذیذ کھانے پکواتے اور اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے۔ حق تو یہ ہے کہ جو لذت اس کھانے میں ہوتی تھی وہ اس سے پہلے اور پیچھے کبھی نصیب نہ ہوئی فقیر اس جگہ اتنا کھاتا تھا کہ کبھی عمر بھر نہیں کھایا۔

باقی باقی